Registered with the Registrar of News Papers for India at No. R N.61/57.
The Weekly Badr QADIAN 143516
Regd. NO. P/GDP-23
Phone No 35

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر

ہفت روزہ

بدر

قادیان

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان

مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت!

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا عارفانہ کلام

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

مصطفیٰؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالَم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

تیری اُلفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ!
اپنے سینے میں یہ اِک شہر بسایا ہم نے

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

اِدارۂ تحریر
ایڈیٹر:- عبد الحق فضل
:- نائبین:-
قریشی محمد فضل اللہ،
محمد نسیم خان

قائمقام ایڈیٹر:- محمد کریم الدین شاہد

اِداریہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

دَورِ حاضر کے تقاضے اور اُسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲ ربیع الاوّل

تاریخِ مذاہب میں ایک ایسا روشن اور زرّیں و تاباں دِن ہے جس دن خُدا کا نُور سرزمین مکّہ میں حضرت محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے وجود میں جلوہ گر ہُوا۔ اور معمورۂ عالم کو صحیح انسانی اقدار، کامل اخلاقِ فاضلہ اور عظیم الشّان تاثیراتِ قُدسیہ سے فیضیاب کرگیا۔ اور آئندہ قیامت تک اُس کی قوّتِ قُدسیہ کا فیضان جاری و ساری ہے۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ سیّدنا و مولانا حضرت محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم انسانیت کے نجات دہندہ ہیں۔ جیساکہ برطانیہ کے مشہور ادیب جارج برنارڈ شا نے تحریر کیا ہے کہ "HE MUST BE CALLED THE SAVIUOR OF HUMANITY." کہ آپؐ کو انسانیت کا نجات دہندہ کہا جانا چاہیئے۔ کیونکہ اگر آج کی مہذّب و متمدن اور ترقی یافتہ دُنیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے اخلاقِ فاضلہ اور آپؐ کے اُسوۂ حسنہ کو اختیار کرلے تو دُنیا کے سارے مسائل خواہ وہ تمدّن و معاشرت سے تعلق رکھتے ہوں [illegible] وحکومت سے، خود بخود حل ہوجائیں گے۔

آج کے اِس نوٹ میں ہم صرف آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صدق وصفا اور امانت و دیانت کے دُو پہلوؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اِن دُو اہم صفاتِ حسنہ پر ہی اخلاقِ فاضلہ کی بُنیاد ہے۔ جس کی آج بہت ضرورت ہے۔ اور اِن دُو اہم بنیادی اخلاق کو نظر انداز کرنے کے نتیجے میں ہی آج دُنیا قسما قسم کے مصائب و مسائل میں گھِری ہوئی ہے۔

حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی بچپن سے لے کر وفات تک صدق و امانت کا مرقّع رہی ہے۔ اور اسی وجہ سے اہلِ مکّہ میں آپؐ صادق و امین کے لقب سے پُکارے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ جب آپؐ نے دعویٰ نبوّت و رسالت فرمایا تو آپؐ کے اشدترین مخالف ابوجہل تک نے یہ کہا کہ اِنَّا لَا نُکَذِّبُ مُحَمَّدًا بَلْ نُکَذِّبُ مَاجَآءَ بِہٖ۔ کہ ہم محمّدؐ کو جُھوٹا نہیں کہتے بلکہ اُس کے دعویٰ نبوّت و رسالت کو جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ کتنا عجیب اور متضاد یہ بیان ہے کہ ایک طرف تو آپؐ کے صدق سے انکار بھی نہیں بلکہ اقرار ہے اور دوسری طرف آپؐ کے دعوٰے کو غلط اور جھوٹا کہا گیا ہے۔ بہرحال انبیاء اور الٰہی جماعتوں کے مخالفین کا ہر دَور میں ہمیشہ یہی دوغلا وطیرہ رہا ہے۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے کسی بھی حال میں صدق و امانت کو نہیں چھوڑا۔ ہر قسم کی مشکلات برداشت کیں۔ ہر قسم کے ظُلم وستم سہے۔ وطن سے بے وطن ہُوئے اور اپنی ہر عزیز چیز صدق وصفا کی خاطر قُربان کردی۔ اور ہر قسم کے عیش و آرام، دولت و ثروت اور جاہ و حشمت کی پیشکش کو حقارت سے ٹھکرا دیا لیکن حق و صداقت اور سچّائی کو ترک نہ کیا۔ حتیٰ کہ جب آپؐ کے قتل کا منصوبہ بنایا گیا اور اللہ تعالیٰ کے اِذن سے آپؐ ہجرت کرنے لگے تو اُس وقت بہت سے لوگوں کی امانتیں آپؐ کے پاس موجود تھیں جن کے تحفظ کے لئے آپؐ نے اپنے پیچھے اپنے چچازاد بھائی حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کو چھوڑا تا وہ امانتداروں کی امانتیں واپس کرکے مدینہ آئیں۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم پر اُن افضالِ الٰہیہ کا نزول ہُوا جو آج تک کسی نبی پر نہیں ہُوا۔ اِسی امر کو بیان کرتے ہُوئے بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ :-

"ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ہی صدق وصفا دیکھئے آپؐ نے ہر ایک قِسم کی بدتحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب اور تکالیف اُٹھائیں لیکن پرواہ نہ کی۔ یہی صدق وصفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ...... آپؐ کی رُوح میں وہ صدق وصفا تھا اور آپ کے اعمال خُدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شُکر گزاری کے طور پر دُرود بھیجیں۔"

(الحکم ۱۹۰۳ء نمبر ۲۵ ص۲)

اور اِس صدق وصفا کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے وہ عظیم الشان اور بے نظیر رُوحانی انقلاب برپا کیا کہ عربؔ کے وحشی درندوں کو انسان بلکہ بااخلاق، باخُدا اور خُدا نُما اِنسان بنا دیا۔ اِسی انقلاب انگیز کارنامے کا ذکر کرتے ہوئے سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام نے فرمایا کہ :-

"جو کچھ صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایمانی صدق دِکھلایا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور اپنی آبروؤں کو اِسلام کی راہوں میں نہایت اِخلاص سے قربان کیا اس کا نمونہ اَور صدیوں میں تو کجا خود دوسری صدی کے لوگوں یعنی تابعین میں بھی نہیں [illegible] گیا۔ اِس کی کیا وجہ تھی۔ یہی تو تھی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اُس مردِ صادق کا مُنہ دیکھا تھا جس کے عاشق اللہ ہونے کی گواہی کُفّارِ قریش کے مُنہ سے بھی بے ساختہ نکل گئی تھی۔ اور روز کی مناجاتوں اور پیار کے سجدوں کو دیکھ کر اور فنا فی الاطاعت کی حالت اور کمال محبت اور دِلدادگی کی مُنہ پر روشن نشانیاں اور اُس پاک مُنہ پر نُورِ الٰہی برستا مشاہدہ کرکے کہتے تھے عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ۔ کہ محمدؐ اپنے ربّ پر عاشق ہوگیا ہے۔ اور پھر صحابہؓ نے صرف وہ صدق اور محبت اور اِخلاص ہی نہیں دیکھا بلکہ اس پیار کے مقابل پر جو ہمارے سیّد محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دِل سے ایک دریا کی طرح جوش مارتا تھا، خُدا تعالیٰ کے پیار کو بھی تائیداتِ خارقِ عادت کے رنگ میں مشاہدہ کیا۔ تب اس کو پتہ لگ گیا کہ خُدا ہے۔ اور ان کے دِل بول اُٹھے کہ وہ خُدا اِس مرد کے ساتھ ہے۔ انھوں نے اِس قدر عجائباتِ الٰہیہ دیکھے اور اِس قدر نشانِ آسمانی مشاہدہ کئے کہ ان کو کچھ بھی اِس بات میں شک نہ رہا کہ فی الحقیقت ایک اعلیٰ ذات موجود ہے جس کا نام خُدا ہے۔ اور جس کے قبضۂ قدرت میں ہر یک امر ہے۔ اور جس کے آگے کوئی بات بھی اَنہونی نہیں۔"

(شہادت القرآن صفحہ ۵۰)

پس آج کے اِس دَور میں تمام بنی نوعِ انسان کے لئے عموماً اور مُسلمانوں کے لئے خصوصًا یہ بات لازم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے اِس اُسوۂ حسنہ کی پیروی میں صدق وصفا اور امانت و دیانت کے طریق کو اختیار کریں کہ جس کے نتیجے میں نہ صرف دُنیا سے کورپشن۔ بداخلاقی اور بے راہ رَوی کا خاتمہ ہوگا بلکہ فرقہ وارانہ منافرت، کشیدگی اور اختلافات سے بھی دُنیا کو نجات مل سکتی ہے۔ اِس کے علاوہ دُنیا میں امن وسلامتی کی کوئی ضمانت نہیں ہوسکتی۔ اور خصوصًا دَورِ حاضر میں جماعتِ احمدیہ کے ہر فرد کی یہ اہم ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے آپ کو صدق و امانت کا نمونہ اور مثال بنا کر پیش کرے جس سے تبلیغِ اسلام کی راہیں ہموار ہوں گی اور معاشرتی اور عائلی بے چینیوں کا بھی خاتمہ ہوگا۔ اِسی لئے ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایّدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ہمیں پانچ بُنیادی اخلاق اختیار کرنے کی جو تلقین فرمائی ہے اس میں سچائی ایک اہم خُلق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلّم کے اِس اہم خُلق کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس سے عجائباتِ الٰہیہ کا ظہور وابستہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

(محمد کرم الدین شاہد)

بفضل اللہ تعالیٰ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ اَلحمدُ لِلّٰہ۔

احبابِ کرام حضورِ انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عُمر، خُصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دُعائیں جاری رکھیں۔

ہفت روزہ بدر قادیان

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر

بابت

۹ ربیع الاوّل ۱۴۱۲ ہجری
۱۹ تبوک ۱۳۷۰ ہش
۱۹ ستمبر ۱۹۹۱ء

جلد: ۴۰ شمارہ: ۳۸

شرحِ چندہ

سالانہ ـــــ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:
بذریعہ ہوائی ڈاک: ـــــ
۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن۔
بذریعہ بحری ڈاک: ـــــ
دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ـــ پروپرائیٹر ـــ
نگران بورڈ بدر قادیان

Manager, BADR WEEKLY, QADIAN-143516.

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق فاضلہ کا نہایت اعلیٰ نمونہ ہیں

از تحریرات سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۔ اخلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ صدہا مواقع میں اچھی طرح کھل گئے۔ اور امتحان کئے گئے اور ان کی صداقت آفتاب کی طرح روشن ہو گئی اور جو اخلاق کرم اور جود اور سخاوت اور ایثار اور فتوحات اور شجاعت اور زہد اور قناعت اور اعراض عن الدنیا کے متعلق تھے وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں ایسے روشن اور تاباں اور درخشاں ہوئے کہ مسیح کیا بلکہ دنیا میں آنحضرتؐ سے پہلے کوئی بھی ایسا نبی نہیں گذرا جس کے اخلاق ایسی وضاحت تامہ سے روشن ہو گئے ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے بے شمار خزائن کے دروازے آنحضرتؐ پر کھول دیئے۔ سو آنجنابؐ نے ان سب کو خدا کی راہ میں خرچ کیا اور کسی نوع کی تن پروری میں ایک حبہ بھی خرچ نہ ہوا۔ نہ کوئی عمارت بنائی نہ کوئی بارگاہ تیار ہوئی بلکہ ایک چھوٹے سے کچے کوٹھے میں جس کو غریب لوگوں کے کوٹھوں پر کچھ بھی ترجیح نہ تھی اپنی ساری عمر بسر کی۔ بدی کرنے والوں سے نیکی کر کے دکھلائی۔ اور وہ جو دل آزار تھے ان کو انکی مصیبت کے وقت اپنے مال سے خوشی پہنچائی سونے کے لئے اکثر زمین پر بستر اور رہنے کیلئے ایک چھوٹا سا جھونپڑا اور کھانے کے لئے نان جو یا فاقہ اختیار کیا۔ دنیا کی دولتیں بکثرت ان کو دی گئیں پر آنحضرتؐ نے اپنے پاک ہاتھوں کو دنیا سے ذرا آلودہ نہ کیا اور ہمیشہ فقر کو تونگری پر اور مسکینی کو امیری پر اختیار رکھا اور اس دن سے جو ظہور فرمایا تا اس دن تک جو اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے بجز اپنے مولیٰ کریم کے کسی کو کچھ چیز نہ سمجھا اور ہزاروں دشمنوں کے مقابلہ پر معرکہ جنگ میں کہ جہاں قتل کیا جانا یقینی امر تھا خالصاً خدا کیلئے کھڑے ہو کر اپنی شجاعت اور وفاداری اور ثابت قدمی دکھلائی۔ غرض جود اور سخاوت اور زہد اور قناعت اور مردی اور شجاعت اور محبت الٰہیہ کے متعلق جو اخلاق فاضلہ ہیں وہ بھی خداوند کریم نے آنحضرت خاتم الانبیاء میں ایسے ظاہر کئے کہ جنکی مثال نہ کبھی دنیا میں ظاہر ہوئی اور نہ آئندہ ظاہر ہو گی۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ نمبر ۱۱ صفحہ ۲۶۰ تا ۲۶۲)

۲۔ وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحیٰی اور ذکریا وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی اگرچہ سب مقرب اور وجیہہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے یہ اسی نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

(اتمام الحجۃ صفحہ ۲۸)

۳۔ جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ان سے ہم کیونکر صلح کریں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے۔ ہم ایسا کام نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے۔

(پیغام صلح صفحہ ۳۰)

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند و بالا شان

منظوم کلام سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

وَإِنَّ إِمَامِي سَيِّدُ الرُّسْلِ أَحْمَدُ ... رَضِينَاهُ مَتْبُوعًا وَرَبِّي يَنْظُرُ

• میرے پیشوا احمد صلی اللہ علیہ وسلم سید الرسل ہیں ... اور ہم نے آپؐ کو دل سے متبوع پسند کر لیا اور اللہ دیکھ رہا ہے

فَلَا شَكَّ أَنَّ مُحَمَّدًا شَمْسُ الْهُدَى ... إِلَيْهِ رَغِبْنَا مُؤْمِنِينَ فَنَشْكُرُ

• اور بے شک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کے سورج ہیں۔ ہم آپ کی طرف مومن ہو کر رغبت کرتے ہیں اور شکر کرتے ہیں

لَهُ دَرَجَاتٌ فَوْقَ كُلِّ مَدَارِجٍ ... لَهُ لَمَعَاتٌ لَا إِلَيْهَا تَسَوُّرُ

• آپ کو تمام درجات سے بلند درجات حاصل ہیں ... اور آپ کے انوار ایسے ہیں جن تک انسان کا تصور بھی نہیں پہنچ سکتا

أَيَعْدُو نَبِيَّ اللهِ شَيْءٌ يَسُرُّنِي ... أَبَعْدَ رَسُولِ اللهِ وَجْهٌ مُنَوَّرُ

• کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھے کوئی چیز خوش کر سکتی ہے ... اور کیا آپ کے بعد کوئی روشن چہرہ ہے

عَلَيْكَ سَلَامُ اللهِ يَا مَرْجِعَ الْوَرَى ... لِكُلِّ ظَلَامٍ نُورُ وَجْهِكَ نَيِّرُ

• اے مرجع خلائق آپ پر خدا کے سلام ہوں ... آپ کے چہرے کا نور ہر تاریکی کے لئے سورج ہے

يُحَمِّدُكَ اللهُ الْوَحِيدُ وَجُنْدُهُ ... وَيُثْنِي عَلَيْكَ الصُّبْحُ إِذْ هُوَ يُسْفِرُ

• خدائے واحد و یگانہ اور اس کے فرشتے تیری حمد و تعریف کرتے ہیں۔ اور صبح جب وہ کھلتی ہے تو وہ بھی آپ کی ثنا کرتی ہے

مَدَحْتُ إِمَامَ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّهُ ... لَأَرْفَعُ مِنْ مَدْحِي وَأَعْلَى وَأَكْبَرُ

• میں نے تمام انبیاء کے امام احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی ہے لیکن آپ میری تعریف سے زیادہ بلند اعلیٰ اور بڑے ہیں

دَعُوا كُلَّ فَخْرٍ لِلنَّبِيِّ مُحَمَّدٍ ... أَمَامَ جَلَالَةِ شَأْنِهِ الشَّمْسُ أَحْقَرُ

• تم ہر قسم کے فخر کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہی چھوڑ دو۔ آپ کی جلالتِ شان کے آگے سورج بھی حقیر ترین ہے

وَصَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا أَيُّهَا الْوَرَى ... وَذَرُوا لَهُ طُرُقَ التَّشَاجُرِ تُؤْجَرُوا

• اور اے لوگو! آپ پر درود اور سلام بھیجو۔ ... اور آپ کی خاطر جھگڑے چھوڑ دو تمہیں اس کا اجر ملیگا

وَتَاللهِ إِنِّي قَدْ تَبِعْتُ مُحَمَّدًا ... وَفِي كُلِّ آنٍ مِنْ سَنَاهُ أُنَوَّرُ

• اور اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ہے اور ہر آن میں آپ کی روشنی سے نور حاصل کرتا ہوں

عجب نوریست در جانِ محمدؐ ... عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان میں عجیب نور ہے ... اور آپؐ کی کان میں عجیب و غریب لعل ہے

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم ... کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ

میں دو جہان میں کوئی فرد ایسا نہیں دیکھتا ... جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسی شان و شوکت رکھتا ہو

اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس ... بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ

اے مخاطب! اگر تو نفس کی بدمستی سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مستانوں کی ذیل میں آجا

اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت ... بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ

اگر تو چاہتا ہے کہ خدا تیری تعریف کرے تو دل سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ثناخواں ہو جا

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش ... محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

اگر تو اس بات کی کوئی دلیل چاہتا ہے تو آپؐ کا عاشق بن جا کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دلیل آپ ہیں

سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ ... دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

میرا سر احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خاک پر فدا ہے۔ اور میرا دل ہر وقت آپؐ پر قربان ہے

دریں رہ گر کشندم ور بسوزند ... نتابم رو ز ایوانِ محمدؐ

اس راہ میں اگر میں قتل کر دیا جاؤں یا جلا دیا جاؤں تو میں پھر بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے منہ نہ موڑوں گا

فدا شد در رہش ہر ذرۂ من ... کہ دیدم حسنِ پنہانِ محمدؐ

آپؐ کی راہ میں میرا ہر ذرہ قربان ہے ... کیونکہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مخفی حسن دیکھ لیا ہے

دگر استاد را نامے ندانم ... کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

میں کسی اور استاد کا نام نہیں جانتا ... کیونکہ میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مدرسہ کا پڑھا ہوا ہوں

تو جانِ ما منور کردی از عشق ... فدایت جانم اے جانِ محمدؐ

تو نے عشق کی وجہ سے ہماری جان کو روشن کر دیا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان تجھ پر میری جان فدا ہو۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا ... نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر ... لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے ... اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اتارے ... میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے ... دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

وہ یار لامکانی وہ دلبر نہانی ... دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے ... وہ طیب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں ... وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ ... باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا

وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

خلاصہ خطبہ جمعۃ المبارک

نیتوں کا معاملہ بہت ہی گہرا معاملہ ہے اس زندگی سے بھی اس کا تعلق ہے اور آئندہ زندگی سے بھی تعلق ہے

قولِ سدید اس چیز کا نام ہے کہ انسان اپنے دل کے حالات سے واقف ہو کر وہی بات کرے جو واقعۃً دل میں ہے

جہاں دین کے نام پر بعض لوگوں کی شرافت کا استحصال کیا جائے گا تو وہاں ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کوششوں کو رد کر دیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۶ ظہور ۱۳۷۰ ہش مطابق ۱۶ اگست ۱۹۹۱ء بمقام مسجد فضل لندن

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ غیر مطبوعہ خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین کر رہا ہے۔ (قائمقام ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

جس طرح تقویٰ کی جڑ نظر سے پوشیدہ رہتی ہے اسی طرح ہر بدی کی جڑ بھی نظر سے پوشیدہ رہتی ہے۔ لیکن ایک فرق ہے۔ جڑیں تو سب پوشیدہ ہی رہا کرتی ہیں۔ یہ درخت اور تنے ہیں اور پھول، پھل اور پتے ہیں ٹہنیاں ہیں جو دکھائی دیتے ہیں لیکن ان دونوں میں ایک فرق ہے۔ تقویٰ کی جڑ غیروں سے پوشیدہ رہتی ہے اور انسان اُس جڑ سے آگاہ ہوتا ہے اور اسی پر اس کی بناء ہوتی ہے اور بدیوں کی جڑ خود اپنے نفس سے پوشیدہ رہتی ہے اور غیر اس پر اطلاق پاتے رہتے ہیں۔ پس یہ ایک نمایاں فرق ہے جسے سمجھنے کے بعد انسان اپنے اعمال کو مختلف بدیوں سے پاک بھی کر سکتا ہے اور مختلف خوبیوں سے زینت بھی بخش سکتا ہے۔ اس سے پہلے میں نے اسی موضوع پر ایک خطبہ دیا تھا۔ اب میں اس مضمون کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے آپ کو متوجہ کرتا ہوں کہ اکثر انسان خواہ وہ نیکی کے کسی مقام پر بھی ہوں ضرور اپنی کچھ بدحالتوں سے ناواقف رہتے ہیں اور سب سے بڑا فتور

نیتوں کا فتور

ہے نیتیں ہی وہ جڑیں ہیں جن پر نیکی کے پھل بھی لگتے ہیں اور بدیوں کے پھل بھی لگتے ہیں اور انسان اپنی نیتوں پر طرح طرح کے پردے ڈالتا ہے اور ان کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ بسا اوقات خود اپنی نیتوں سے غافل ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم نے جہاں شیطان کے حملوں کا ذکر فرمایا وہاں ہمیں متنبہ فرمایا کہ

إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۗ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ۝

(سورۃ الاعراف : ۲۸)

کہ دیکھو! شیطان اور اس کے قبیلے تمہیں ایسی جگہوں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انکو نہیں دیکھتے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ انسانی نیتوں پر اس آیت کا بہترین اطلاق ہوتا ہے۔ انسان اگر اپنی نیتوں کو دیکھنے لگ جائے تو گویا بدنیتوں کو دیکھنے سے وہ شیطان کو دیکھنے لگ گیا در درحقیقت ہر انسان میں چھپے ہوئے شیاطین کا ذکر ہے جو اس آیت کریمہ میں بیان فرمایا جا رہا ہے کیونکہ انسان اپنے نفس کے شیطان سے غافل ہوتا ہے اور دوسروں کے شیطان کو دیکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات دوسرے کی نیتوں پر بھی حملے کی جرأت کرتا ہے۔ اس لئے وہ شیطان جو پوشیدہ ہے وہ اپنے نفس کا ہی شیطان ہے۔ دوسروں کے نفس کے شیطان تو نہ صرف یہ کہ دوسروں پر پوشیدہ نہیں رہتے بلکہ انسان فرضی شیطان گھڑ کر بھی ان کی طرف منسوب کرتا رہتا ہے۔ اسی لئے غیروں کے معاملہ میں بدظنی سے بچنے کا حکم آیا ہے۔ کیونکہ وہاں انسانی فطرت کا رجحان یہ ہے کہ شیطان کہیں ہو یا نہ ہو شیطان بنا کر کسی کے سپرد کر دیا جائے اور اس کے سر پر تھوپ دیا جائے۔ پس وہ شیطان تو بہرحال خطرناک نہیں ہے جو دکھائی دے رہا ہے یا دکھائی دے نہیں سکتا کیونکہ موجود ہی نہیں۔ پس قرآن کریم نے جہاں ان شیاطین کا ذکر کیا ہے کہ انہ یرٰکم ھو وقبیلہ من حیث لا ترونھم کہ دیکھو وہ تمہیں ایسی جگہوں سے دیکھ رہا ہے جہاں سے تم اس کو نہیں دیکھ رہے۔ وہ اور اس کے قبیلے اس سے ملتی جلتی چیزیں، اس کے ہمنوا، اُس کے ساتھ چلنے والے اس کے مؤید یہ بھی تمہیں دکھائی نہیں دیتے۔ پس اگر آپ اپنے نفس میں ڈوب کر غور کریں تو اگر انسان کو نیکی سے ذرا بھی محبت ہو تو بے اختیار دل سے یہ دعا اُٹھے گی کہ۔۔

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا کہ ہم اپنے اللہ سے، اپنے رب سے اپنے نفسوں کے شرور سے پناہ مانگتے ہیں، اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ بہت کم لوگ ہیں جو اس دعا کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ ہمیشہ غیروں کے شر سے بچنے کی دعا مانگتے رہتے ہیں اور لکھتے بھی یہی ہیں کہ دشمنوں کے شر سے بچانے کے لئے ہماری مدد کریں، دعا کریں کہ اس کے شر سے بچائے شریک کے شر سے بچائے۔ فلاں کے شر سے بچائے اور فلاں کے شر سے بچائے لیکن جس شر سے بچنے کے لئے خدا نے سب سے زیادہ متنبہ فرمایا ہے اس کے شر سے بچنے کی طرف توجہ ہی پیدا نہیں ہوتی۔ اس مضمون کا آپ زندگی کے ہر شعبے پر اطلاق کر کے دیکھیں تو اس قدر اس مضمون میں وسعت ہے اور اس تفصیل کے ساتھ انسانی نیتوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے کہ اگر انسان یہ سفر شروع کرے اور یہ تلاش شروع کرے تو ساری زندگی کا سفر ہوگا اور پھر بھی مکمل طور پر طے نہیں ہو سکتا لیکن یہ سفر اندرونی سفر ہے۔ بیرونی سفر نہیں کیونکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے غیروں کی شیطانیوں اور شرارتوں کا جہاں تک تعلق ہے وہ تو آپ نہ صرف دیکھتے ہیں بلکہ بڑھا بڑھا کر دیکھتے ہیں۔ ہاں بعض حالتوں میں وہ مخفی بھی رہتی ہیں لیکن ان کے لئے بھی خدا تعالیٰ نے الگ دعائیں سکھا رکھی ہیں لیکن جس سے سب سے زیادہ غفلت برتی جاتی ہے وہ اپنا نفس ہے۔ اب اس میں آپ نیتوں کی مثالیں ایک ایک کر کے چنیں اور پھر غور کریں تو آپ کو سمجھ آئے گی کہ کس حد تک انسانی نیتوں کے فتور اُس کی ساری زندگی پر اثر انداز ہو جاتے ہیں۔ میں نے آپ کو ایک مثال شادی بیاہ کے تعلق میں دی تھی کہ

بیاہ شادی کے وقت

بھی انسان اپنی نیتوں کے فتور لیکر چلتا ہے جس کا میاں بیوی کی زندگی پر، دونوں خاندانوں کے تعلقات پر، آئندہ نسلوں پر بڑا گہرا اثر پڑتا ہے۔ انگلستان میں ہمیں بارہا اس کا اس طرح تجربہ ہوتا ہے کہ بسا اوقات باہر سے رشتوں کی تلاش والے آتے ہیں یا مجھے خط لکھتے ہیں کہ ہمارے بیٹے کے لئے انگلستان میں یا امریکہ میں یا کسی اور ترقی یافتہ ملک میں رشتہ ڈھونڈ دیں۔ جب میں انہیں اچھا رشتہ بتاتا ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ اس کے ذریعہ ہمارے بیٹے کو نیشنلٹی (NATIONALITY)

نہیں مل سکے گی کیونکہ آپ نے جس لڑکی کا ذکر کیا ہے وہ اگرچہ انگلستان میں رہتی ہے لیکن پاکستانی نیشنلٹی کی ہے۔ یا فلاں نیشنلٹی کی ہے۔ ہمیں تو وہ چاہیئے جس کے ذریعہ ہمارے بیٹے کو وہاں کی نیشنلٹی مل سکے تو رشتے کا خیال دل میں پیدا ہوا ہے اور تلاش کرنے نکلے ہیں مگر دل کی گہرائی میں نیت میں فتور آچکا ہے اچھی لڑکی پیش نظر نہیں ہے۔ اچھے خاندان پیش نظر نہیں ہیں۔ نیک عادات پیش نظر نہیں ہیں۔ یہ خیال نہیں ہے کہ اچھی نسلیں پیدا ہوں اور میاں بیوی کو گھروں کے سکون میں۔ خیال یہ ہے کہ کسی طرح ہمارے لڑکے کو باہر کی دنیا میں نیشنلٹی مل جائے۔ اب ایسی شادیاں لازماً فتنوں پر منتج ہوتی ہیں اور بہت سے ایسے رشتے جو ٹوٹتے ہیں وہ اسی وجہ سے ٹوٹتے ہیں۔ ان باتوں کا یہاں تک بداثر ہے کہ انگلستان میں اگر کسی اچھی بچی کو پاکستان کے کسی اچھے لڑکے کا پیغام پہنچے تو وہ گھبرا کر انکار کرتی ہے کہ اس کی نیت کہیں نیشنلٹی لینے کی نہ ہو۔ کئی دفعہ مجھے سمجھانا پڑتا ہے کہ دیکھو وہ لڑکا بڑا نیک اور سعید فطرت ہے، اس کی نیت نیشنلٹی کی نہیں لیکن اگر اُسے مل جائے تو بڑی اچھی بات ہے یہاں کی جماعت کو بھی تقویت ملے گی لیکن لڑکا فی ذاتہ اچھا نہ ہوتا تو میں تمہیں رشتے کے لئے نہ کہتا لیکن طبیعتیں بہت گھبراتی ہیں کیونکہ ایک لمبا تلخ تجربہ اس بات کا ہو چکا ہے۔ چنانچہ ابھی کچھ عرصہ پہلے مجھے پاکستان سے ایک خط آیا کہ میرے بیٹے کے لئے امریکہ میں کوئی رشتہ ڈھونڈ دیں۔ میں نے اُن کو کہا کہ امریکہ میں تو نہیں مگر بعض اور جگہ بڑے اچھے رشتے ہیں وہ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ اس کا جواب آیا کہ جی! رشتے تو بتا دیں گے مگر نیشنلٹی کیسے ملے گی میں نے کہا کہ پھر نیشنلٹی آپ تلاش کریں۔ میرا کام نہیں ہے کہ میں آپکو نیشنلٹیاں ڈھونڈ ڈھونڈ کر دوں میں تو تقویٰ کی بناء پر اچھے رشتے تجویز کر سکتا ہوں جو میرے نزدیک ایسے ہوں کہ دونوں خاندانوں کے لئے دین اور دنیا میں برکتوں کا موجب بنیں نیشنلٹیاں ڈھونڈنی ہیں تو آپ ڈھونڈیں۔ پھر اس قسم کے بعض خطوط ملتے ہیں کہ فلاں لڑکی ہو جو کمانے والی ہو۔ ہمارا بیٹا ڈاکٹر ہے لیڈی ڈاکٹر چاہیئے اور لیڈی ڈاکٹر بھی ایسی جو ساتھ مل کر کمائی کرے۔ بعض استانیاں ڈھونڈتے ہیں حالانکہ ان غریبوں کی ساری عمر اپنے غریب بہن بھائیوں کا پیٹ پالنے کے لئے ایک مصیبت اور مشقت کی زندگی میں صرف ہو رہی ہوتی ہے، وہ بیچاریاں محنتیں کرتی ہیں، پڑھاتی ہیں لیکن یہ ان کو تاکتے ہیں کہ وہ آئیں اور ہمارے گھر آکر اپنی محنتوں کی کمائی ہمیں کھلائیں۔ ایسے بدنیت لوگ کبھی دنیا میں چین نہیں پا سکتے۔ جو ایسی شادیاں ہو چکی ہیں وہ اکثر گھروں کو جہنم بنا دیتی ہیں۔ بعض بیچاری بیٹیوں کے مجھے خط آتے ہیں کہ ہمیں کمانے سے کوئی عار نہیں ہے لیکن ہمیں علم نہیں تھا کہ ہماری کمائی کی خاطر ہم سے شادی کی گئی ہے اور اب جب ہم کماتی ہیں تو دل چاہتا ہے کہ اپنے غریب بہن بھائیوں کو بھی کچھ کھلائیں اور حصہ رسدی دونوں کو فائدہ پہنچائیں مگر ہر وقت ساس کی طرف سے یا خاوند کی طرف سے یا نندوں کی طرف سے طعنے ملتے ہیں کہ یہ تو کما کر اپنے گھر بھیج رہی ہے۔ اگر کمانے والی چیز چاہیئے تھی تو کسی کمانے والے جانور سے شادی کر لیں۔ انسانوں کی زندگیاں کیوں برباد کرتے ہیں لیکن یہ نیتوں کے فتور ہیں جنہوں نے نہ صرف بعض خاندانوں کے لئے اس دنیا میں جہنم پیدا کی بلکہ آگے نسلیں تباہ کر دیتے ہیں۔ ایسے تعلقات جو اس طرح بگڑے رہیں اُن کے ہاں پاکیزہ نسلیں نہیں پیدا ہو سکتیں، جہاں خاوند اور بیوی کے درمیان ہر روز کی بک بک جھک جھک رہتی ہو، لڑائیاں ہو رہی ہوں، اور ایک دوسرے کو طعنے دیئے جا رہے ہوں، جہاں ساسیں اور نندیں وغیرہ بھی اس لڑائی کی آگ میں پتے جھونک رہی ہوں وہاں اولاد کس طرح امن کی زندگی کا منہ دیکھ سکتی ہے۔ وہاں کی اولاد کس طرح شر سے بچ سکتی ہے۔ لازماً ان کی طبیعتوں پر بہت گہرے اثر مترتب ہوتے ہیں اور خواہ وہ ایک طرف گئے ہوں یا دوسری طرف گئے ہوں دین کی طرف گئے ہوں بہرحال نہیں بچتے اور ایک نسل کی نسل کے لئے آئندہ جہنم کے سامان کئے جاتے ہیں۔ ایسے لوگ ہیں جن تک میری یہ آواز پہنچے اُن کو چاہیئے کہ وہ آئندہ مجھے لکھنے کی بھی جرأت نہ کریں کہ ہمیں نیشنلٹی کے لئے رشتہ ڈھونڈ دیں۔ جہاں چاہیں جائیں جو اختیار کریں۔ میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے جماعت کے نظام کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اپنی بدنیتوں کو پورا کرنے کے لئے دنیا میں پھریں [illegible] جہاں جو چاہیں تلاش کریں لیکن اگر جماعت سے فائدہ اٹھانا ہے

تو جماعت

تقویٰ کی بناء پر

آپ سے تعاون کرے گی اور تقویٰ کی حد تک آپ سے تعاون کرے گی اس سے زیادہ نہیں۔

نیتوں کے فتور کی بہت سی مثالیں ہیں۔ میں سوچ رہا ہوں کہ روزمرہ کی انسانی زندگی پر جس طرح رشتوں کے متعلق میں نے بعض مثالیں دی ہیں، ان مثالوں کو چسپاں کر کے اس مضمون کو زیادہ کھولتا رہوں آئندہ ایک یا دو خطبات میں انشاء اللہ اسی موضوع پر آپ سے خطاب کروں گا۔

اب میں جلسے سے تعلق رکھنے والی بعض باتیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ جلسہ سالانہ یو۔کے ایک مرکزی حیثیت اختیار کر چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے مختلف ممالک سے بکثرت لوگ اس لئے یہاں حاضر ہوتے ہیں کہ یہ وہ جلسہ ہے جس میں خلیفۂ وقت شریک ہوتا ہے اور اس پہلو سے اسے ایک مرکزیت مل گئی ہے۔ باوجود اس کے کہ یہ جلسہ یو۔کے کا جلسہ کہلاتا ہے اور یو۔کے کی جماعت ہی زیادہ تر اس کا بوجھ اٹھاتی ہے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اس کی دوسری حیثیت نظر انداز نہیں ہو سکتی۔ عارضی طور پر بھی جب میں کسی جگہ جاتا ہوں، امریکہ ہو یا کینیڈا یا جرمنی یا کوئی اور ملک تو وہاں اچانک جمعوں کی حاضری بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ عام اجلاسوں کی حاضری بڑھ جاتی ہے دور دور سے احمدی اپنی محبت اور جوش اور ولولے کے ساتھ وہاں حاضر ہوتے ہیں لیکن ان سب جگہوں میں مجھے سب آنے والے صاف نیت دکھائی دیتے ہیں۔ ان میں کوئی فتور نظر نہیں آتا کیونکہ جو شخص مصیبت اٹھا کر بہت سے خرچ کر کے بہت دور دور سے آتا ہے اور دنیا کا کوئی فائدہ اس کے پیش نظر نہیں تو اس کی نیت پر حملہ کرنے کا کسی کو کوئی حق نہیں اور ایسے لوگ ہیں جو دین و دنیا میں ہر لحاظ سے خدا کی نظر میں مقبول ٹھہرتے ہیں اور اپنی نیتوں کا فیض پاتے ہیں لیکن یو۔کے (U.K.) کے جلسے کے متعلق میں یہ نہیں کہہ سکتا کیونکہ میں نے جو مشاہدہ کیا ہے اس کی رو سے کئی قسم کے لوگ یہاں آتے دیکھے ہیں جو کہتے تو یہ ہیں کہ ہم آپ کا منہ دیکھنے آئے ہیں یا جلسہ دیکھنے کے لئے آئے ہیں اور بڑے جوش اور شوق سے آئے ہیں لیکن جب بات کو مزید کریدا جاتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ اُن کی اصل نیت کسی اور ملک میں ہجرت کی ہوتی ہے۔

جہاں تک پاکستان کے حالات کا تعلق ہے اس سلسلہ میں میں ہرگز کسی کو متہم نہیں کرتا وہاں

دردناک حالات ہیں

کہ اگر سارے پاکستانی احمدی بھی اپنے دین کی حمیت کی خاطر روزمرہ کی زندگی میں ظلم و ستم سے بچنے کے لئے اور دین کے معاملے میں ہر روز طعن و تشنیع کا نشانہ بننے سے بچنے کی خاطر اگر ملک چھوڑ دیں، تو اُن پر کوئی حرف نہیں، کسی پہلو سے بھی ان کو مطعون نہیں کیا جا سکتا لیکن نیتوں کو آپس میں ملا دینا یہ قول سدید کے خلاف ہے اور اگر قول سدید نہ رہے تو اصلاح نہیں ہو سکتی۔ اس لئے مجھے فکر لاحق ہوتی ہے۔ وہ لوگ جو یہ نیت لیکر چلتے ہیں کہ ہم نے کہیں اسائلم حاصل کرنا ہے ان کو اپنے آپ کو صاف صاف دیکھنا چاہیئے۔ وہ خود اپنی نظر سے اپنی نیت کی حقیقت چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس پر مٹی ڈال دیتے ہیں اور اس دھوکے میں مجھے بھی مبتلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم تو صرف آپ کا چہرہ دیکھنے کو ترسے ہوئے تھے اس لئے آ گئے ہیں اور اس کے بعد جلد از جلد اس چہرے کی طرف پیٹھ کر کے کسی اور ملک کی طرف بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا آنا اپنی جگہ درحقیقت درست ہے لیکن نیت صاف ہونی چاہیئے بات سچی ہونی چاہیئے۔ اگر وہ یہ کہیں کہ ہم تنگ آ گئے تھے [illegible] نکلنے کی کوئی راہ نہیں تھی اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم نے سوچا [illegible] پیش چلے ہم پاکستان سے ہجرت کر کے کسی ایسے ملک میں پناہ [illegible] جہاں مذہبی آزادی ہو۔ جہاں امن کے سانس لے سکیں تو اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں [illegible] ساتھ وہ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ [illegible] یہ بھی شوق پیدا ہوا کہ اس جلسے میں بھی شامل ہو جائیں [illegible]

یہ ایک سچائی کی بات ہے۔ اس کے نتیجے میں ان کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ اس کے نتیجے میں میری ان سے محبت کم ہونے کی بجائے بڑھے گی لیکن جب بات اُلٹ کرکے پیش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم آپ کا منہ دیکھنے آئے۔ جلسے کے تو سے ہوئے آئے ہیں اور دل میں ان کی نیت ان کو بتا رہی ہوتی ہے خواہ وہ اس آواز کو سنیں یا نہ سنیں کہ نہیں تم دراصل کسی اور غرض سے آئے ہو تو اس طرح وہ اپنا ثواب بھی گنوا دیتے ہیں۔ ایک ہی بات کو مختلف طریق سے بیان کرنے کے نتیجے میں بھی ثواب یا اُس کی بجائے بعض دفعہ سزا مترتب ہو جاتی ہے۔ اصل تقویٰ ہے جو نیکی کی جڑ ہے اور تقویٰ کی بات کو ہمیشہ میٹھے پھل لگتے ہیں۔ تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے آپ سے صاف گو رہے۔ اپنے اندر کی روشنی سے اپنی نیتوں کے آخری کناروں تک نظر رکھتا ہو۔ اپنی نیتوں کی جڑوں کو پہچانتا ہو۔ یہی تقویٰ ہے اور اس کے نتیجے میں جب وہ سچ بولے گا، صاف بات کرے گا تو اُس سے تعلق بڑھے گا نہ کہ کم ہوگا۔ اس کے برعکس بہت سے ایسے احمدی وہاں سے تشریف لاتے ہیں جن کی نیت خالص جلسے میں شرکت کی ہے یا ایک مدت سے خلیفہ وقت کو نہیں دیکھا ہوتا اور یہ تڑپ لے کر آتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نظر ڈال لیں ان کی کیفیت ہی اور ہوتی ہے۔ ان کے چہرے کی آن بان ہی مختلف ہوتی ہے۔ ان کی آنکھوں کے پیغام مختلف ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ انسان ایسے انسانوں سے اتنا متاثر ہوتا ہے کہ دل کے اندر ایک قیامت برپا ہو جاتی ہے۔ ایسی کئی عورتیں ہر جلسے پر آتی ہیں جنہوں نے کبھی اپنے گاؤں سے کسی دوسرے شہر کا بھی سفر نہیں کیا ہوتا، نہ ان کو شوق ہوتا ہے۔ ساری عمر کراچی نہیں دیکھا۔ لاہور نہیں دیکھا اور بڑے بڑے بعض شہر ہیں۔ کبھی خیال ہی نہیں آیا بلکہ اپنے گاؤں کو چھوڑنے کو مصیبت سمجھتی ہیں۔ لیکن پیسے جوڑ جوڑ کر دور دراز کے علاقوں سے وہ آتی ہیں بعض دفعہ ایک سال نہیں کئی کئی سال تک پیسے جوڑتی رہتی ہیں تاکہ کسی طرح جلسے پر چلی جائیں اور خود بالمشافہ اپنے امام کو دیکھیں اور اس کی گفتگو سنیں۔ اور جب اُن سے پوچھتا ہوں کہ بی بی اب کیا خیال ہے؟ تو کہتی ہیں کہ جی! اب واپسی! جو ہم نے کرنا تھا کر لیا۔ جو تمنا تھی وہ پوری ہوگئی۔ اب ہم واپس جا رہی ہیں۔ ایک ایسی ہی خاتون آئیں جن کے چہرے سے نور برستا تھا اور وہ سچائی کا نور تھا۔ غریب سادہ طبیعت کی خاتون اور دیکھ کر یوں جس طرح پھول کھل جاتا ہے اس طرح ان کی فطرت کھل اٹھی اور چہرے بشرے سے وہ خوشی ظاہر ہو رہی تھی جو امیدیں پوری ہونے پر پیدا ہوتی ہے۔ ایسی خوشی پھوٹتی تھی اور مجھ سے انہوں نے کچھ دیر باتیں کیں میں نے کہا کہ کس طرح تشریف لائیں تو انہوں نے بتایا کہ اس طرح کہ گو حالات اچھے ہیں۔ گزارا چلتا ہے لیکن سفر کے لئے پیسے جوڑتے پڑتے ہیں اور سارا سال میں اس طرح بچت کرتی رہی اور خدا کے فضل سے مجھے پھر توفیق ملی ہے۔ اور اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اجازت ہو تو میں بیگم صاحبہ کو بھی ایک نظر دیکھ لوں۔ حالانکہ دل کے اپریشن کی وجہ سے ڈاکٹر نے منع کیا ہوا ہے کہ زیادہ ملاقاتیں نہیں کر دائیں سوائے اس کے کہ گھر والے یا بہت بے تکلف دوست ہوں جن سے طبیعت پر بوجھ نہ پڑے لیکن ان کے لئے میرے دل میں اتنا احترام تھا کہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا۔ میں خود ان کو ساتھ لے کر اوپر گیا اور اوپر جا کر اُن کا تعارف کروایا تو تقویٰ اپنے الگ رنگ رکھتا ہے۔ اس کے اندر ایک ایسی قوت ہے کہ جو دلوں کو مغلوب کر لیتی ہے۔ اس میں خدا کی سچائی بول رہی ہوتی ہے۔ پس تقویٰ وہی ہے جو انسان کی زندگی میں ایک انقلاب برپا کر دے اور اس کا آغاز نیت دل سے ہوتا ہے۔ نیت صاف ہوگی تو جو پودا بھی اس سے نکلے گا صحت مند نکلے گا۔ جتنا وہ نشو و نما پائے گا اتنا خدا کے قریب تر ہوتا چلا جائے گا۔ اس کی شاخیں زمین کی طرف مادیت سے نہیں جھکا کریں بلکہ آسمان کی طرف اٹھتی ہیں اور جب الٰہی پھلوں سے لد جاتی ہیں تب زمین کے فائدے کے لئے اس کی طرف جھکتی ہیں۔ جو بد نیتوں کے پودے ہیں ان کی شاخیں بھی بعض دفعہ زمین کی طرف جھکتی ہیں مگر پھل دینے کے لئے نہیں بلکہ زمین کا رس چوسنے کے لئے اور وہ بار بار جھکتی ہیں اور بار بار نئی جڑیں پیدا کرتی ہیں۔ پس تقویٰ کا مضمون ایک بہت ہی گہرا مضمون ہے۔ اس زندگی سے ہی اس کا تعلق نہیں آئندہ زندگی سے بھی تعلق ہے۔ آج کی نسلوں کی زندگی سے ہی نہیں کثیر تعداد میں آئندہ پیدا ہونے والی نسلوں سے، ساتھ ہی آپ کے تقویٰ کا تعلق ہے، آپ کی نیتوں کا تعلق ہے۔ پس اپنی نیتوں کو اس حد تک

کبھی سیدھا کریں اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کے حالات درست ہوتے چلے جائیں گے اور آپ کی اصلاح کے امکانات پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔ قول سدید کے بغیر اصلاح ممکن نہیں ہے اور قولِ سدید جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا اس چیز کا نام ہے کہ انسان اپنے دل کے حالات سے واقف ہو کہ وہی بات کرے جو واقعۃً دل میں ہے۔ اس سے زائد بات نہ کرے اور سچی بات کرے خواہ اس کا نقصان پہنچتا ہو۔ بل دے کر اور فریب کے ساتھ بات نہ کرے۔ ایسی عورتیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دیکھیں کہ جو بڑی غربت میں اس طرح جلسے کے شوق میں آئیں کہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دین اور دنیا دونوں سنوار دے گا۔ ان کی نسلوں پر رحمتیں نازل فرمائے گا۔ ایسے مرد بھی دیکھے جو غریب محنت کش ہیں، جن کے متعلق خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو ضرور کہیں باہر نکلنے کے لئے آئے ہوں گے لیکن جب اُن سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جی بس! ہماری نیت پوری ہوگئی۔ ہمیں کہاں یہاں آنے کی توفیق ملنی تھی۔ حسرتیں پال رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اچانک یہ انتظام فرما دیا اور ہم خدا کے فضل کے ساتھ اب دیکھ چکے۔ اب واپس اپنے اپنے کاموں پر جائیں گے۔ دل بے اختیار ان کی محبت میں اچھلنے لگتا ہے۔

نظر ان پر دعا بن کے نچھاور ہوتی ہے

اور حیرت سے آدمی دیکھتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیسے کیسے متقی اور پاک باز لوگ پیدا کر دیئے ہیں، جن کی دنیا میں اور کوئی مثال دکھائی نہیں دیتی اور اس کے برعکس بعض اچھے بھلے کھاتے پیتے گھروں کی عورتیں ہیں جو کپڑوں کی گٹھڑیاں اٹھا کے لیکر آتی ہیں اور نام جلسے کا اور نیت کپڑے بیچنے کی، وہ انگلستان کی بیچاری عورتوں کی مہمان ٹھہرتی ہیں جو کہ بڑے اخلاص کے ساتھ ان کی آؤ بھگت کرتی ہیں۔ جلسے کے چند ایام میں ٹھہرنا تو ہر ایک کا حق ہے اور یہاں کی جماعت اس کو سعادت سمجھتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ نہایت ہی انکسار اور ایثار کے ساتھ یہ حقوق ادا کر رہی ہے اور بشاشت کے ساتھ یہ حقوق ادا کر رہی ہے مگر آپ اندازہ کریں کہ جب جلسہ پر آنے والے کچھ مہمان آکر اپنی گٹھڑیاں کھولتے ہیں تو اُن سے بے شمار پاکستانی کپڑے نکلتے ہیں جو بیچنے کی نیت کے ساتھ آئی ہوتی ہیں۔ مجھے جب کچھ عرصہ پہلے یہ علم ہوا کہ ہمارے لجنہ کے جو مختلف فنکشنز (FUNCTIONS) ہیں، لجنہ کی مختلف تقاریب ہیں ان میں بھی کپڑوں کی دکانیں لگ گئی ہیں تو مجھے اس کی بہت تکلیف ہوئی میں نے کہا کہ یہ کیا قصہ ہے تو انہوں نے کہا جی! ہم کیا کریں۔ پاکستان سے فلاں فلاں خواتین نے یہ کپڑے بھیجے ہیں کہ ہمارے کپڑے بکواؤ اور اُن کے ساتھ ہماری بعض خواتین کے منہ ملاحظے ہیں چنانچہ وہ بیچاریاں دکانیں لگا کر بیٹھ جاتی ہیں۔ پھر جب مزید اس بات کو کریدا تو پتہ لگا کہ جلسہ سالانہ پر بھی یہی قصہ چل رہا تھا۔ اور کئی سال سے یہ ہو رہا ہے اور بہت سی خواتین جو پاکستان سے آتی ہیں وہ جلسہ سننے کے بجائے میری تقریر کے دوران بھی کپڑے بیچ رہی ہوتی ہیں اور دوسرے سننے والوں کا بھی جلسہ خراب کرتی ہیں۔ بہت سی خواتین ہیں جو اس وقت کہ رش کم ہوتا ہے وقت نکال کر وہاں جاکر سودے کر رہی ہوتی ہیں۔ میں نے پھر مزید اس بات کی چھان بین کی تو پتہ لگا کہ بے انتہاء منافع بازی ہوتی ہے اتنی کہ ہوش اڑانے والی۔ اب یہ یہاں کی خواتین پر بڑا ظلم ہے، لجنہ یو کے (U.K.) پر اور انفرادی طور پر لجنہ کی ممبرات پر بھی یہ ظلم ہے کہ وہ بیچاریاں تو دین خدا کی خاطر قربانیاں کریں اور اپنے بھی کام کریں، بچوں کے بھی کام کریں، کھانے پکائیں، برتن دھوئیں اور چھوٹے چھوٹے گھروں میں اس خاطر آپ کی مہمان نوازیاں کریں کہ آپ خدا کے مہمان ہیں، اور کچھ دنوں کے بعد پتہ لگے کہ خدا کے مہمان نہیں تھے۔ یہ تو اپنے پیٹ کے مہمان ہیں اور گٹھڑیاں اٹھائے پھرنے والی تاجرات ہیں اور جب میں نے مزید تحقیق کی تو پتہ چلا کہ اچھے بھلے کھاتے پیتے گھروں سے ان کا تعلق ہے۔ بہت ایسے گھروں سے ہے کہ جن کو ہرگز اس قسم کی مصیبت کی ضرورت ہی کوئی نہیں ہے۔ چنانچہ ابھی حال ہی میں ایک واقعہ ہوا ہے جس سے مجھے بڑی سخت تکلیف پہنچی ہے اور اسی وجہ سے اب میں لجنہ اماء اللہ انگلستان کے لئے خصوصیت کے ساتھ ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں۔

ایک خاتون ہیں جو دل کی مریضہ ہیں۔ ان کے میاں مریض ہیں۔ ان کے پاکستان کے کسی خاندان سے تعلقات تھے۔ ان تعلقات کے خاطر وہ اپنے گھر پر ان کی اولاد

کو بھی رکھتے ہیں۔ لیکن مجھے کسی نے بتایا کہ چونکہ میں نے لجنہ کو منع کر دیا کہ نہ جلسہ پر کوئی کپڑا بکے گا، نہ تمہاری تقریبات پر کوئی کپڑا بکے گا۔ جو چاہے آپ پردباؤ ڈالنے آپ نے ہرگز کسی کی بات نہیں ماننی اور صاف کہہ دیں کہ ہمیں حکم ہے کہ ہم نے یہ کام نہیں ہونے دینا اور اگر آپ کو ڈر ہے کہ ان کو تکلیف پہنچے گی تو آپ ان کو خط لکھیں۔ جن جن سے تلخ تجربات ہو چکے ہیں ان سب کو خطوط کے ذریعے پہلے متنبہ کریں کہ خدا کے لئے اس دفعہ کپڑے لے کر نہ آنا کیونکہ ہم اجازت نہیں دیں گے۔ اس کے باوجود وہی لوگ لائے جو پہلے بھی لاتے تھے اور جس گھر میں ٹھہرے ہیں اس گھر کے متعلق جس ذریعے سے بھی ہو سکا اشتہار دے دیا کہ آئندہ کپڑے خریدنے ہوں تو اس گھر پر تشریف لائیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بیچاری کمزور عورت، دل کی مریضہ اور کئی قسم کے امراض میں مبتلا، ایک نہایت خطرناک اپریشن سے اعجازی طور پر شفاء پانے والی مگر ابھی کمزوری باقی ہے اُن کے دروازے کھٹکھٹنے شروع ہوئے۔ کنڈی کھٹکتی تھی تو اٹھ کر پوچھتی تھیں کہ جی کیا بات ہے؟ اس پر پتہ چلتا کہ جی آپ کے ہاں فلاں خاتون ٹھہری ہوئی ہیں، وہ سنا ہے کپڑے بہت اچھے لیکر آئی ہیں تو میں کپڑے خریدنے آئی ہوں۔ اب اس بیچاری مخلص عورت کو اپنی تجارت کا نوکر بنا دینا یہ کہاں کی شرافت ہے۔ اس لئے سارے یو کے (U.K) کی لجنہ کے لئے اور باقی جگہ

جہاں بھی دین کی خاطر جلسے ہوتے ہیں

میں اعلان کرتا ہوں کہ ان جلسوں پر اگر کوئی اس قسم کے تجارتی مال لے کر دین کے نام پر سفر کرے اور دنیا کمانے کی نیت ہو جو اس طرح کھل کر ظاہر ہو جائے تو اُن کے ساتھ ہرگز کوئی تعاون نہیں کرنا۔ کوئی احمدی عورت ایسی عورتوں سے کپڑے نہ خریدے تجارت ہر ایک کا حق ہے ضرورت ہو یا نہ ہو کسی کو یہ کہنا ہمارا کام نہیں ہے کہ تم بہت امیر ہو، خدا نے تمہیں اتنا کچھ دیا ہے خدا کے واسطے ان چھوٹی چھوٹی حرکتوں سے باز آؤ۔ ہم نہیں کسی کو کہہ سکتے مگر جہاں دین کو EXPLOITE کیا جائے گا۔ دین کے نام پر بعض لوگوں کی شرافت کا استحصال کیا جائیگا تو وہاں ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کوششوں کو رد کر دیں اور نامراد کر دیں۔ اس لئے تمام وہ جماعتیں جہاں میں جاتا ہوں، جہاں جلسے ہوتے ہیں وہاں اگر اس قسم کے تاجر پہنچیں، خواہ وہ مرد ہوں۔ یا عورتیں ہوں تو ان کی ان کوششوں کو ناکام کریں۔ ان کو کہہ دیں کہ ہم نے ہرگز تم سے تعاون نہیں کرنا اور یہی اُن کے ساتھ نیکی کرنا ہے تاکہ اگر وہ اگلی دفعہ آئیں تو صاف نیت سے آئیں اور اس کا ثواب تو حاصل کریں۔

پھر ایک لمبے عرصے تک انگلستان کی جماعت پر بوجھ بن جانا جبکہ نہ کوئی رشتے داریاں ہوں۔ نہ کوئی لین دین کے پرانے خاندانی تعلقات ہوں یہ بھی ظلم کی بات ہے۔ وہاں سے جب نیت کے ساتھ آتے ہیں وہ نیت پوری ہو لی اب اپنے گھروں کو جائیں اور اگر سیر و تفریح کرنی ہے تو پھر اپنے خرچ پر ٹھہریں۔ اگر توفیق نہیں ہے تو واپس چلے جائیں۔ رشتے داریاں ہیں تو ٹھیک ہے۔ رشتے داروں کے ساتھ جیسے جیسے ملاحظہ ہوا کرتے ہیں، فریقین آپس میں ایک دوسرے کے معاملات کو سمجھتے ہیں ان میں جماعت کو کسی قسم کے دخل کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی شوق سے اپنے کام آئے۔ اپنے ذاتی اغراض کی خاطر اپنے کسی بے تکلف رشتے دار کے گھر ٹھہر جائے لیکن نظر رکھے کہ اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچ رہی ہو کہیں حیاء کی وجہ سے وہ اپنی تکلیف کا اظہار نہ کر رہا ہو۔ یہ وہ چیز ہے جو میرے موضوع گفتگو سے مستثنیٰ ہے میں جماعتی تعلقات کی بات کر رہا ہوں۔ کوئی خاندانی رشتے نہ ہوں تو وہاں کسی حیاء دار کے گھر آ کر ٹھہر جانا جس کو یہ کہتے ہوئے بڑی شرم آتی ہو کہ میاں اتنی دیر ہو گئی ہے اب آپ واپسی کا سامان کریں۔ وہ شرم کے مارے یہ بھی نہ کہہ سکے کہ فونوں کے بل ہی بہت بڑھ گئے ہیں اگر فون کرنا ہے تو خدا کے واسطے باہر جا کر کریں، وہ حیاء دار لوگ جو خدمت دین کی خاطر اتنی قربانی کرتے ہیں ان پر ایک اور مصیبت اور ایک اور بوجھ بن جاتا ہے پس جو آنے والے ہیں ان کو حیاء چاہیئے لیکن جو ٹھہرانے والے ہیں وہ کم سے کم اس بات کے مجاز ہیں بلکہ میں اُن سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ یہ بات، میری طرف منسوب کر کے کہیں کہ اگر آپ نے تجارتیں کرنی ہیں تو ہمارا گھر آپ کے لئے بند ہے۔ اپنا سامان اٹھائیں، ہوٹلوں میں جائیں آپ کو کون تجارت سے روکتا ہے مگر تجارتوں کے جو طریقے ہیں ان کو اپنائیں فرضی تجارتی خرچ ڈال ڈال کر قیمتیں تو بڑھا لیتے ہیں کہ پاکستان سے کپڑا آئے

تو اتنا اس پر کرایہ لگے گا، اتنا آنے والے کا کرایہ ہوگا، اتنا اس پر ٹیکس لگنا چاہیئے جن میں سے کچھ بھی نہیں لگا ہوا ہوتا، آنے والے بعض دفعہ جلسے کے دوسرے مہمانوں پر بوجھ ڈال دیتے ہیں۔ ایک گٹھڑی اس کی پکڑا دی اور ایک گٹھڑی اس کو پکڑا دی اور رستے ایسے ایسے ڈھونڈتے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ میں کینیڈا گیا تو وہاں جلسے کے بعد میں تو فارغ ہو گیا لیکن میری بیگم نے چونکہ دل کا علاج کروانا تھا۔ یہ امریکہ چلی گئیں اور امریکہ میں قیام کے دوران ان کو ایک ہومیوپیتھی دوائی کی سخت ضرورت پڑی اور میں سمجھا کہ یہ ایلوپیتھی علاج کے بس کی بات نہیں، اس لئے یہ دوا ضرور ملنی چاہیئے تو میں نے ان کو بتایا کہ میری کچھ دوائیں کینیڈا میں پڑی ہوئی ہیں وہاں سے منگوالیں۔ ایک عزیز آنے والے تھے ان کے سپرد انہوں نے یہ کام کر دیا۔ اس وقت مجھے پتہ لگا کہ یہ کپڑے بھیجنے والے کیسے کیسے رستے اختیار کرتے ہیں۔ اس بیچارے کی کار میں ایک گٹھڑی کپڑوں کی ڈال دی گئی اور دوا پہنچ نہیں رہی تھی، دیر ہو رہی تھی میں نے فون کر کے پتہ کیا کہ یہ ہو گیا ہے تو پتہ چلا کہ کسی نے کپڑے بھیجے تھے وہ اس بیچارے کی کار میں ڈال دیئے گئے اور اب کسٹم والے اس کو نہیں چھوڑ رہے تھے کیونکہ اس بیچارے نے لاعلمی کا اظہار کیا کہ میرے پاس کوئی تجارتی چیز نہیں۔ اس نے تو جھوٹ نہیں بولا لیکن واقعۃً وہ جھوٹ تھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ تجارتی چیز نہیں تو یہ ایک ہی طرز کے نئے سلے ہوئے خاص قسم کے اتنے کپڑے کیوں لیکر جا رہے ہو۔ اس نے کہا یہ تو مجھے کسی نے سپرد کئے تھے چنانچہ چند گھنٹے اس کو قید میں رکھا اور اور باتوں کی تحقیق ہوئی تو شک پڑ گیا اور ہومیوپیتھی کی دواؤں کو پتہ نہیں انہوں نے کس کس طرح آزمایا کہ اس میں کوئی DRUG تو شامل نہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ کس حد تک اثر باقی رہا یا نہیں مگر ہم یہاں پریشان کہ وہ دوا پہنچ نہیں رہی۔ آخر ساری رات سفر کر کے بمشکل دوسرے دن وہ پہنچا، پھر وہ نیند سے مغلوب ہو گیا تو پھر کہیں رات کو جا کر وہ دوا ملی۔ اب ایک شخص کی نیت کہیں سے چلی تھی۔ میں یہ بتا رہا ہوں کہ نیتیں کس طرح اپنے بداثرات پھیلاتی رہتی ہیں۔ وہ نیت یہ تھی کہ براہ راست کپڑا امریکہ نہیں جا سکتا تو جو لوگ کینیڈا جا رہے ہیں اُن کے ذریعہ ہم تجارتی کپڑے بھیج دیں اور اس نیت نے آگے یہ فتور پیدا کر دیا کہ کسی اور نیت سے بیچارا ایک نوجوان اخلاص کے ساتھ اس خاطر چلا ہے کہ کوئی مریض ہے اس کو جلد دوا پہنچے لیکن اس کا سارا سفر برباد کر دیا گیا اور یہ اس بدنیتی کا پھل تھا۔

جہاں تک تجارتوں کا تعلق ہے میں تو خود احمدیوں کو کہتا ہوں کہ تجارتیں کریں لیکن

ایک نصیحت کرتا ہوں

کہ جو غاوند اچھے بھلے کھاتے پیتے اور امیر ہوں وہ اپنی بیویوں کو اگر تجارتوں میں ڈالیں گے تو اس کا نقصان پہنچے گا۔ ان کی مرضی ہے جو چاہیں فیصلے کریں لیکن ایسی بیویوں کو جن کو تجارتوں کی چھٹیاں دے دی گئی ہوں ان کو اور بھی بہت سی عادتیں پڑ جاتی ہیں جس کے نتیجے میں گھر کی طرف پوری توجہ نہیں رہتی، اولاد کی طرف پوری توجہ نہیں رہتی۔ کچھ نقصانات فوری نظر آتے ہیں کچھ دیر کے بعد نظر آتے ہیں۔ کچھ دکھائی نہیں دیتے لیکن اگلی نسلوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ میں تو ایک پاک نصیحت کر سکتا ہوں کہ آپ لوگوں کا حق ہے۔ دونوں نے تجارتیں کرنی ہیں تو بے شک کریں لیکن جن کو خدا نے کھلی توفیق دی ہو ان کو اپنی بیویوں کو اس بات پر نہیں دینی چاہیئے یا ان کی اس عادت سے آنکھیں نہیں بند کرنی چاہئیں یا بعض اوقات اگر روکنا ضروری ہو تو روک دینا چاہیئے کہ وہ بے وجہ زائد روپے کی حرص میں ایسے کام کرتی پھریں جس سے گھر کا امن برباد ہوتا ہو لیکن یہ تو ایک نفلی مشورہ ہے۔ دوسرا مشورہ جو ہے وہ زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جماعت کو اس میں ملوث نہ کریں۔ اس قسم کے نفلی کام یعنی آپ کے نفل ہیں خدا کے ہاں تو وہ نفل نہیں ہیں لیکن آپ نے نفلی روپیہ کمانا ہے، حرص پوری ہی نہیں ہو رہی تو نہ ہو بے شک لیکن پھر تجارت کے اصولوں پر کام کریں کپڑا ایکسپورٹ (EXPORT) کرنے کے جو باقاعدہ طریقے ہوتے ہیں وہ اختیار کریں۔ دکانوں تک سامان پہنچائیں۔ ان سے آرڈر لیں۔ ان دکانوں سے

کوئی احمدی خریدتا ہے تو شوق سے خریدے لیکن یہ کوئی حق نہیں ہے کہ جماعت سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی جیبیں پوری کرتے پھریں۔ اس لئے میں جماعت کو متنبہ کرتا ہوں کہ اس قسم کی عادتوں کو روکنے میں مدد کریں اور محبت اور پیار اور ادب سے بیشک کہیں لیکن سچی بات کہنے سے شرم نہیں کرنی چاہیئے۔ ان کو کہنا چاہیئے کہ دیکھو تمہیں کوئی ضرورت نہیں ہے تم ایسی حرکتیں نہ کرو۔ تجارت کرنی ہے تو تاجروں کے پاس جاؤ۔ بڑے بڑے سٹوروں کے پاس جاؤ اور اُن سے سودے کرو۔ گورنمنٹ کے بل دو اور اس کے بعد جو منافع ہے وہ خیر و برکت سے کماؤ۔ اس میں سے پھر نہیں چندوں کی بھی توفیق ملے گی لیکن ایسے کمانے والوں کی تو چندوں کی توفیق بھی میں نے کبھی نہیں دیکھی بہر حال مجھے تو جماعت یو کے (U.K) کی اس بزرگ خاتون کی کہانی سن کر اتنی تکلیف ہوئی کہ دل اس وقت سے بے چین ہے۔ اتنا ظلم ہے کہ ایک بزرگ خاتون جو اس قدر محبت اور ایثار سے خدمت کرتی ہیں لیکن کوئی حیا نہیں ہے اور ان کے لئے ایک عذاب بن گئے ہیں۔ ان کو تو ڈاکٹر نے کہا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو وہ آرام سے رہیں، کوئی بوجھ نہ پڑے کوئی تکلیف نہ ہو لیکن بار بار دروازے کھٹک رہے ہیں اور وہ اٹھ کر پوچھتی ہیں کہ کیا بات ہے! پتہ نہیں کیا پیغام آیا ہے؟ (تو پتہ چلتا ہے) کہ جی آپ کے ہاں ایک کپڑے بیچنے والی خاتون رہتی ہیں تو میری نصیحت یہی ہے کہ آپ نے آئندہ اگر تجارتیں کرنی ہوں تو تجارت کے اصولوں پر کریں اور اس طرح ناجائز اپنے اور خاندانوں کی بدنامیوں کا موجب نہ بنیں اور اپنی اولاد کے لئے گند سے بیج نہ بوئیں کیونکہ اس سے آپ لوگ آئندہ بہت نقصان اٹھائیں گے۔ آپ کو دل کا سکون نہیں مل سکے گا۔ میں جانتا ہوں کہ وہ تو اب بھی کم ہوتا جا رہا ہے لیکن یہ سکون اور بھاگے گا۔ اس قسم کی دولتیں کبھی بھی دل کا سکون نہیں بخشا کرتیں۔ دل کا سکون تقویٰ سے ملتا ہے۔ اپنی نیتوں کو پاک صاف کریں۔ کبھی صاف نیت سے کر جلسہ پر آنے کی کوشش تو کریں پھر دیکھیں خدا کیسے کیسے فضل نازل فرماتا ہے۔ اس نیت سے آئیں اور اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ نیک نیتیں لیکر آئیں اور نیک اثر پیچھے چھوڑ کر جائیں اور نیک دعائیں لیں جو ساری عمر آپ کی زندگی کا خزانہ بنی رہیں گی بس میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ ان قباحتوں سے احتراز کیا جائے گا اور جماعت نے چونکہ اب میری بات سن لی ہے۔ اس لئے اس بات پر نگران ہو جائے گی۔ ان سے ویسے جتنے چاہیں تعلقات رکھیں۔ ان لوگوں کا جو ادب کرنا ہے کریں لیکن ان کاموں میں ان سے تعاون نہیں کرنا کیونکہ یہ اُن کے لئے بھی مضر ہے اور اُن کے لئے بھی نقصان دہ ہے۔

بہرحال ہمارے دوسرے معاملات میں نیتوں کے فتور اور اُن کے بداثرات کا تعلق ہے اس کے متعلق چونکہ مضمون بدلنا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آج کے خطبہ کی بجائے آئندہ خطبہ یا پھر اس کے بعد آئندہ کسی خطبہ میں میں اس کا ذکر کروں گا خیال یہی ہے کہ جس طرح آج ایک موضوع کو لیا ہے اور اس کے بعض حصوں پر یہ امر چسپاں کر کے آپ کو دکھایا ہے کہ کس طرح نیت کا فتور معاشرے کو گندا کر دیتا ہے اور معیشت دنیا پر ڈال دیتا ہے اسی طرح زندگی کے ہر شعبے کا نیتوں کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ بس دو ہی چیزیں ہیں۔ ایک وہ جڑ جو تقویٰ پر مبنی ہوتی ہے وہ بھی نیت سے اٹھتی ہے اور ایک وہ شجرۂ خبیثہ جس کی جڑ برائی میں پیوستہ ہوتی ہے اگرچہ وہ اکھڑی پھرتی ہے اور اڑتی پھرتی ہے اور کئی قسم کے نئے نئے پودے اس کی جگہ آ لگتے ہیں اور وہ بھی اکھڑ جاتے ہیں لیکن اس مضمون کو اس پہلو سے دیکھنا ضروری ہے کہ جڑ بہر حال فساد کے اندر ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں گندے پودے گندے پھل پیدا کرتے ہیں ان سے اپنے آپ کو بچانا چاہیئے۔

آخر پر میں یہ ایک اصولی نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس مضمون کا استغفار سے بہت گہرا تعلق ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استغفار کے مضمون پر بہت ہی عظیم الشان مضامین بیان فرمائے ہیں اور بہت ہی گہری نظر سے استغفار کے ہر پہلو کا تجزیہ فرمایا ہے۔ استغفار کا مطلب ہے مٹی سے ڈھانپنا غفر کا مطلب ہوتا ہے ڈھانپ دینا۔ خدا تعالیٰ مغفرت فرماتا ہے اور انسان مغفرت طلب کرتا ہے۔ استغفار کا معنی ہے کوشش کرنا کہ میں ڈھانپا جاؤں۔ ننگا وجود ہو تو اس کو کپڑے سے ڈھانپنا یہ استغفار ہے جڑ ننگی ہو رہی ہو تو اس کو مٹی سے ڈھانپنا یہ استغفار ہے۔

جس مضمون سے میں نے آج کے خطبہ کا آغاز کیا تھا اس پر واپس آتے ہوئے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ

استغفار دو قسم کے ہیں۔

ایک وہ استغفار ہے جو جڑوں کو ڈھانپنے والا ہے لیکن ایک استغفار ہے جو جڑوں کو چھپانے والا ہے۔ میں نے دو لفظ ڈھانپنا اور چھپانا عمداً استعمال کئے ہیں چھپانے سے مراد یہ ہے کہ بد جڑیں ہیں گندی جڑیں ہیں اور آپ ان کو چھپاتے ہیں۔ یہ استغفار کے منفی معنی ہیں۔ اور ایک استغفار ڈھانپنے والا ہے جو شخص متقی ہو وہ بسا اوقات اپنی نیک نیتوں کو ڈھانپتا ہے اور دنیا کی نظر سے بچنے کی کوشش کرتا ہے ہیں تو یہ دونوں قسم کے استغفار لیکن ان کے نتائج میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ جس وہ لوگ جو اپنی بدیوں کو اور بدنیتوں کو چھپاتے ہیں وہ عادتاً انہیں اپنے آپ سے بھی چھپانے لگ جاتے ہیں۔ ان کو سمجھانے کی خاطر میں یہ مثال ان کے سامنے رکھتا ہوں کہ بعض دفعہ اگر جڑوں کی بیماریاں ہوں تو سارے درخت کی جڑیں تو یکدم ننگی نہیں کی جائیں مگر اچھا سمجھدار زمیندار کھود کر پہلے ایک ایک جڑ ننگی کرتا ہے اس کا علاج کرتا ہے اور اس کے بعد اس کو ڈھانپتا ہے یعنی چھپانے کی بجائے خود کھودتا ہے اور اپنے درخت کی جڑوں کے حالات سے آگاہی حاصل کرتا ہے۔ ان کی بیماریوں کو پہچانتا ہے اور پھر گندی مٹی کو اس سے ہٹا دیتا ہے اور پھر پاک مٹی سے اس جڑ کو ڈھانپ دیتا ہے، پھر دوسری جڑ کی باری آتی ہے پھر تیسری جڑ کی باری آتی ہے۔ وہ لوگ جو باغوں کے ماہر ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس عمل کے نتیجے میں بسا اوقات نہایت خطرناک بیماریوں میں مبتلا پودا بھی صحت مند ہو جاتا ہے تو ایک دفعہ ننگا کرنا ضروری ہے اس کے بعد پھر حقیقی استغفار نصیب ہوگا اور نیتوں کی جڑوں کا علاج خصوصیت سے توبہ سے ہوتا ہے۔ توبہ اور استغفار پہلے توبہ ہے اور پھر استغفار ہے توبہ کے بغیر استغفار کی کوئی حقیقت نہیں تو جس مضمون کو توبہ کہا جاتا ہے اس کا نقشہ یہ ہے کہ آپ اپنی جڑوں کو باری باری ایک ایک کرکے ننگا کریں۔ لوگوں کے سامنے نہیں بلکہ اپنے سامنے۔ آپ کے اندر اپنے حالات کے متعلق جو روشنی پیدا ہوگی وہی روشنی ہے جو بعد میں نور بن جایا کرتی ہے اور یہ روشنی ضروری ہے۔ اس کے بغیر نور نہیں بن سکتا ہم جنس چیز سے ہی جنس کی چیز بنتی ہے خواہ ان کے اخلاق میں زمین و آسمان کا فرق ہو۔ نور کے لئے ایک نور کی ضرورت ہے اور اندر کی روشنی وہ پہلا نور ہے جو سچائی کے ساتھ آپ کو اپنے حالات سے آگاہ کرے۔ ہر سفر اختیار کرنے سے پہلے ہر حرکت سے پہلے، ہر قدم اٹھانے سے پہلے عادت ڈالیں کہ اپنی نیت کا جائزہ لے لیں اس کو اچھی طرح کھنگال کر دیکھیں۔ معلوم کرلیں کہ اصل کیا ہے اس کے بعد نہ آپ اپنے نفس کو دھوکہ دے سکتے ہیں نہ کسی اور کو دھوکہ دینے کے لئے رجحان پیدا ہوگا۔ کیونکہ یہ ایک ایسی کوشش ہے جس کے نتیجے میں سچائی سے پہلے سے زیادہ وابستگی ہو جاتی ہے۔ جو شخص اپنے دل کے چھپے ہوئے حالات کو اپنے اوپر کھولتا ہے اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی بدیوں کو دیکھ لیتا ہے اس کے اندر تقویٰ کا سفر شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے اندر ایک ایسی روشنی پیدا ہو جاتی ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس کے دل کی روشنی کو الٰہی نور میں تبدیل فرما دیتی ہے۔ بس اس طرح اپنی نیتوں کو ٹٹولنا شروع کریں اور جہاں بدی دیکھیں، وہاں ٹھہر کر اس کے علاج کے متعلق غور کریں۔ توبہ سے کام لیں اور توبہ اکیلی کافی نہیں ہوا کرتی جب تک کہ دوبارہ اس جڑ کو ڈھانپا نہ جائے۔ اور اس دفعہ کا جو ڈھانپنا ہے اس کا نام استغفار ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ اس سے کہیں کہ میری جڑ تو ننگی ہوگئی۔ اس کے حال سے میں خوب مطلع ہوگیا اب دوبارہ میں اسے ڈھانپتا ہوں۔ لیکن نئی زندگی بخشنا اور سرسبز بخشنا اب تیرا کام ہے۔ اس لئے تو اپنے فضل کی مٹی سے ڈھانپ تاکہ یہ صحت مند نشوونما پاسکے۔ اس طرح اگر آپ اپنی روزمرہ کی زندگی میں اپنے حالات اور اپنی نیتوں کی کُنہ سے واقف ہونے کی کوشش شروع کردیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ روزانہ آپ ایک نیا سفر کریں گے۔ روزانہ اپنے نفس کا ایک نیا مشاہدہ آپ کو نصیب ہوگا۔ اور ایک روزانہ ہی سفر ہوگا جیسا کہ میں نے

بیان کیا تھا انبیاء کو چھوڑ کر کیونکہ انبیاء کے استغفار کا مضمون بالکل الگ ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ایک بڑی شان کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور وہ ایک ایسا اچھوتا مضمون ہے کہ جس کو تقویٰ کی روشنی کے بغیر کوئی شخص بیان کرنے کی اہلیت ہی نہیں رکھ سکتا۔ تو انبیاء کا حال چھوڑ کر کوئی نیک میری نظر میں ایسا نہیں جو یہ سفر مکمل کر سکے کیونکہ جتنا وہ کھوج لگائے گا۔ جتنا اپنے اندر ڈوبے گا اُسے ضرور کچھ نہ کچھ ایسا گند دکھائی دے گا جسے صاف کرنا ضروری ہے کچھ نہ کچھ جڑیں ضرور بیماریوں میں مبتلا نظر آئیں گی جن کی ... ضروری ہے اور دوبارہ پھر استغفار سے ان کا ڈھانپنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(مرتبہ :- منیر احمد جاوید دفتر P.S۔ لندن)

قرارداد ہائے تعزیت

محترم صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب کی وفات پر ملنے والی قرارداد ہائے تعزیت بدر کی گذشتہ اشاعتوں میں شائع ہوئی ہیں۔ ممبران جماعت احمدیہ برطانیہ اور کارکنان پریس اینڈ پبلیکیشن سیل ... کی طرف سے بھی قرارداد تعزیت بغرض اشاعت موصول ہوئی ہیں جن میں محترم صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب نور اللہ مرقدہ کی خوبیوں اور گراں قدر خدمات کا ذکر کر کے سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ اور خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دُعا کی گئی ہے۔

(ادارہ)

خصوصی تربیتی اجلاس منعقدہ مسجد فضل عمر چنتہ کنٹہ

۲۶ ظہور (اگست) محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نائب صدر اوّل مجلس انصار اللہ بھارت کی آمد پر بعد نماز مغرب وعشاء مسجد فضل عمر چنتہ کنٹہ میں ایک خصوصی تربیتی جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس کی صدارت خاکسار نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم مولوی محمد عبد الحفیظ صاحب سیکرٹری تعلیم نے کی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا منظوم کلام:-

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا ۔ نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے

مکرم مولوی عبد العزیز صاحب سیکرٹری تبلیغ وتربیت نے خوش الحانی سے پڑھا بعدہ محترم مولانا صاحب موصوف نے سیر حاصل تربیتی تقریر فرمائی۔ پھر مکرم مولوی صغیر احمد صاحب طاہر مبلغ مقامی نے مقامی حالات کے پیش نظر احباب کو تربیتی امور پر کاربند ہونے کی تلقین فرمائی اس کے بعد مکرم محمد عبد المنان صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پیش کیا۔ بعدہ خاکسار نے صدارتی خطاب میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات، اطفال ونا صرات اور جماعتی تربیت کے تعلق سے عرض کر کے احباب کو توجہ دلائی پھر محترم مولانا صاحب موصوف کی دُعا پر جلسہ کا پروگرام رات ساڑھے نو بجے ختم ہوا۔ جلسہ میں انصار۔ خدام۔ اطفال اور پردے کی رعایت سے لجنات اور ناصرات نے استفادہ کیا۔ ایک روز بل جنرل و فارم مل کے موجود احباب نے انہماک سے جلسہ سماعت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

(خاکسار مسعود ابراہیم واقف زندگی معلم وقف جدید ودمالنہ)

قادیان میں پہلی روٹی پکانے کی مشین لگ رہا

قادیان میں روٹی کی مشینیں بنانے کا کام ۲۵ مئی ۱۹۹۱ء سے شروع ہے احباب جماعت اس کام کو اپنے ہاتھوں سے کر رہے ہیں۔ اس طرح کی روٹی پکانے کی مشینیں ربوہ میں بھی موجود ہیں۔ لیکن وہ گیس سے گرم ہوتی ہیں۔ یہاں پر بنائے جانے والی مشینیں کالے ڈیزل (L.D.O) سے گرم ہونگی۔ ایک مشین مکمل ہو چکی ہے اس پر تجرباتی طور پر روٹی پکانے کا کام جاری ہے۔ دوسری کا کام ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ احباب ... اس کام کو جو کہ یہاں کے احباب نے پہلے ایک نیا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کامیاب فرمائے

(ادارہ)

عشقِ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا عارفانہ کلام

محمدؐ پر ہماری جان فدا ہے ۔ کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
مرا دل اُس نے روشن کر دیا ہے ۔ اندھیرے گھر کا میرے وہ دیا ہے
خبر لے اے مسیحا درد دل کی ۔ ترے بیمار کا دم گھٹ رہا ہے
خدایا اک نظر اس تفتہ دل پر ۔ کہ یہ بھی تیرے در کا اک گدا ہے
غمِ اسلام میں میں جاں بلب ہوں ۔ کلیجہ میرا منہ کو آ رہا ہے
حیاتِ جاوداں ملتی ہے اس سے ۔ کلامِ پاک ہی آبِ بقا ہے
مرا ہر ذرہ ہو قربانِ احمد ۔ مرے دل کا یہی اک مدعا ہے
اسی کے عشق میں نکلے مری جاں ۔ کہ یادِ یار میں بھی اک مزا ہے
مجھے اس بات پر ہے فخر محمود ۔ مرا معشوق محبوبِ خدا ہے
محمدؐ جو ہمارا پیشوا ہے ۔ محمدؐ جو کہ محبوبِ خدا ہے
ہو اس کے نام پر قربان سب کچھ ۔ کہ وہ شاہنشہِ ہر دوسرا ہے
اسی سے میرا دل پاتا ہے تسکیں ۔ وہی آرام میری روح کا ہے

خدا کو اس سے مل کر ہم نے پایا
وہی اک راہِ دیں کا رہنما ہے

(از کلام محمود)

پینگاڈی میں تربیتی جلسہ

محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان مورخہ ۱۱/۸/۹۱ کو پینگاڈی میں تشریف لائے آپ کی آمد سے استفادہ کرتے ہوئے بعد نماز مغرب وعشاء مسجد احمدیہ میں زیر صدارت مکرم مولوی محمد ابوالوفا صاحب جلسہ منعقد کیا گیا۔ جلسہ میں خدام و اطفال لجنہ وانصار صاحبان نے ذوق شوق سے شرکت کی مکرم ڈاکٹر پی ایچ عبد المجید صاحب کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم ایس وی محمد فضل صاحب اور مکرم این شیخ احمد ماسٹر صاحب نے نظم سنائی سیکرٹری تربیت نے مولانا صاحب کا تعارف کرایا اور مکرم مولوی محمد ابوالوفا صاحب نے صدارتی تقریر کی اس کے بعد مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نے پر اثر انداز میں تربیتی امور کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈیڑھ گھنٹہ تقریر فرمائی۔ محترم مولانا صاحب کی اُردو تقریر کا ملیالم زبان میں ترجمہ خاکسار (محمد اسماعیل آئی پی) نے ساتھ ساتھ کیا۔ آخر پر جناب شیخ احمد ماسٹر صاحب ناظم اعلیٰ مجلس انصار اللہ صوبہ کیرالہ نے شکریہ ادا کیا دعا کے ساتھ کارروائی ختم ہوئی۔ مورخہ ۱۲/۸/۹۱ کو مجلس سوال وجواب مکرم مولوی محمد ابوالوفا صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ مکرم این شیخ احمد ماسٹر صاحب نے تلاوت کی بعد ازاں مختلف قسم کے سوالات کے جوابات مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نے عمدہ رنگ میں مثالیں دیکر دیا۔ یہ پروگرام خدا کے فضل سے بہت ہی دلچسپ رہا الحمد للہ۔

(محمد اسماعیل آئی پی مبلغ سلسلہ احمدیہ)

یو۔پی کے بعض علاقوں کا تبلیغی وتربیتی دورہ ۱۹۹۱ء جون کے شروع میں

خاکسار نے یو۔پی کے بعض علاقوں کا تبلیغی وتربیتی دورہ کیا۔ سب سے پہلے زیر تبلیغ دوست مولانا معین الدین صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ ہمراہ شیخ مرزا آباد سے تبلیغی گفتگو ہوئی مدرسہ میں ایک صد کے پاس طلباء کو انصاف کیس اور قرآن کی تعلیم پر عمل کرنے کی ہدایت نیز جماعت احمدیہ سے متعارف کرایا بعد ازاں الہ آباد میں جماعتی لٹریچر تقسیم کیا میرے ہمراہ مکرم ڈاکٹر حفیظ عالم صاحب بھی تھے۔ الہ آباد میں خاکسار جامع مسجد میں مکرم ماسٹر نظام الدین صاحب کو ہمراہ لیکر گیا۔ اور جامع مسجد کے خطیب سے تبلیغی گفتگو کی اور مسیح موعودؑ کی صداقت اور احمدیت کی روز افزوں ترقی کا ذکر کیا اور جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کی دعوت دی نیز ان کے ہمراہ ۸ کے قریب موجود طلباء کو احمدیت کا پیغام دیا۔ اس کے بعد خاکسار سیتاپور میں جو زیر تبلیغ دوست ہیں ان کے ذریعہ سے کورٹ پر اکثر وکلاء سے تبلیغی گفتگو ہوئی۔ اور ان کو بھی قادیان کے جلسہ سالانہ پر آنے کی تلقین کی گئی اس طرح بمقام پاکٹی کے مسجد میں جا کر تبلیغی گفتگو کی گئی یہ دورہ مکرم محمد ارشاد احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ امروہہ کے زیر قیادت عمل میں آیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ (خاکسار نذیر الاسلام مبلغ سلسلہ احمدیہ)

تیسری قسط

سیرت سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

دیگر مذاہب کے پیروؤں سے عدل اور حسن و احسان کا سلوک

تقریر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان برموقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۹۰ء

(۲) آزادئ مذہب

اسلام کا بالکل ابتدائی زمانہ تھا جبکہ بانئ اسلام سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے اپنی ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے توحید کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لیا تھا اور تمام اہل مذاہب نے آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر صرف اس قصور پر کہ وہ خدا پر کیوں ایمان لائے ہیں وہ وہ ظلم و ستم کئے کہ سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب اللہ کے رسول کو اقتدار اور سلطنت عطا ہوئی تو ان کے جبر و تشدد کے بالکل برعکس نظام مصطفیٰ کے آئین میں ان کو نہ صرف یہ اختیار دیا گیا کہ وہ چاہیں تو اپنی ضمیر کی آواز پر اسلام کے ... میں داخل ہو جائیں۔ اور چاہیں تو ... کر کے اپنی پرانی ... پر چلتے چلے جائیں بلکہ انہیں پوری مذہبی آزادی عطا کی گئی کہ وہ اپنے مذہبی اصولوں کے مطابق نہایت امن و امان کے ساتھ عمل کرتے ہوئے زندگی بسر کر سکیں۔ یاں گویا کہ محسن اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مذہبی عقیدہ اور عمل ہر دو میں پوری پوری آزادی عطا فرمائی۔ چنانچہ چند تاریخی شواہد ملاحظہ فرمایئے۔

★ جب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کے یہودیوں اور ارد گرد کے غیر مسلم باشندوں سے جو سب سے پہلا معاہدہ کیا اس کی بنیاد مذہبی آزادی پر ہی رکھی گئی۔ چنانچہ معاہدات کی شرائط میں سے سب سے پہلی شرط یہ تھی کہ مسلمان اور یہودی آپس میں ہمدردی اور اخلاص کے ساتھ رہیں گے اور ایک دوسرے کے خلاف زیادتی اور ظلم سے کام نہیں لیں گے اور ہر قوم کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ مؤرخ ابن ہشام نے اس معاہدہ کا ایک فقرہ یوں نقل کیا ہے۔

إِنَّ يَهُوْدَ بَنِيْ عَوْفٍ أُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

(ابن ہشام صفحہ ۳۵۶ مصری)

کہ مسلمان اور یہود مل کر ایک قوم ہوں گے۔ یہ ایک فقرہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہبی نقطۂ نظر کی کس شان سے وضاحت کرتا ہے کہ باوجود مختلف ذہنی رجحان اور مذاہب رکھنے کے ہم سب ایک قوم ہوں گے۔

★ پھر اسلامی حکومت کے قیام کے بعد آزادئ مذہب کا وہ فرمان جو سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول اول نجران کے عیسائیوں کو عطا فرمایا تھا اور بعد میں اسے ... تمام عیسائیوں تک وسیع کر دیا گیا تھا اس کے الفاظ بھی قابل توجہ ہیں۔

”کسی بشپ کو اس کے کلیسا سے، کسی راہب کو اس کے راہب خانہ سے اور کسی راہب پادری کو اس کے عہدہ سے علیحدہ نہیں کیا جائے گا۔ سب کو مقامات مقدسہ کی زیارت کی کامل آزادی ہوگی۔ ان کے گرجے اور عبادت گاہیں برباد اور ویران نہیں کی جائیں گی۔ ان کے گرجوں کا سامان مساجد یا مسلمانوں کے مکانات بنانے میں استعمال نہ ہوگا۔ جو مسلمان اس معاہدہ کی خلاف ورزی کرے گا وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ٹھہرے گا .... ان کے گرجوں کی مرمت کے لئے ہر ممکن امداد دی جائے گی۔“

★ پھر دیگر مذاہب کے پیروؤں کو اسلامی حکومت میں جو مذہبی آزادی ملی اس کا ایک حسین منظر اور ملاحظہ کیجئے جس نے کہ سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور چار چاند لگا دیا۔ تاریخ کی شہادت موجود ہے کہ ایک مرتبہ نجران کے کچھ عیسائی مدینہ میں تحقیق حق کی غرض سے آئے۔ مسجد نبوی میں رحمۃ للعالمین کے ساتھ دیر تک وہ محو گفتگو رہے۔ اسی اثناء میں ان کی عبادت کا وقت آگیا۔ چنانچہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ وہ باہر کسی دوسری جگہ جاکر فریضۂ عبادت بجا لائیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد خداوندی کے تحت کہ

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ۔

یعنی اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو مسجدوں سے لوگوں کو اس بات سے روکے کہ وہ اس میں اللہ کی عبادت کریں۔ فرمایا کہ نہیں۔ یہ تو خدا کا گھر ہے اسی کی عبادت کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس سے باہر جانے کی ضرورت نہیں۔ بے شک آپ یہیں پر اپنے ڈھنگ سے عبادت کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ان عیسائیوں نے عین مسجد نبوی میں مشرق کی طرف منہ کر کے اپنے عبادت کے مراسم بجا لائے۔

احباب کرام! یہ بھی پیغام مصطفیٰ کے ضابطۂ اخلاق کی ہمدردی اور حسن و احسان کا دلکش منظر اور آزادئ مذہب کا ایک فقید المثال ... کہ ہر تلاش کے باوجود دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

★ پھر خلیفۂ اسلام حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں جب بیت المقدس پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا تو اس موقعہ پر حضرت عمرؓ نے باشندگان بیت المقدس کو جو امن کی تحریر عطا کی اس کے الفاظ اسوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کی دلیل ہے۔ اس تحریر کے الفاظ اس طرح شروع ہوتے ہیں کہ:۔

”یہ وہ امن نامہ ہے جو خدا کے غلام امیر المومنین عمرؓ نے ایلیا کے باشندوں کو عطا کیا۔ یہ امان ان کی جان و مال گرجا و صلیب تندرست و بیمار اور ان کے تمام اہل مذہبوں کے لئے ہے اس طور پر کہ ان کے گرجوں میں مسلمان رہائش نہیں اختیار کریں گے اور نہ انہیں مسمار کیا جائے گا اور نہ ہی ان کی صلیبوں اور دیگر اموال میں کوئی کمی کی جائے گی۔ مذہب کے بارہ میں ان پر کوئی جبر نہیں ہوگا اور نہ ہی انہیں کسی قسم کی تکلیف دی جائے گی۔“

(۳) جذبات و احساسات کا احترام

پھر چونکہ مشاہدہ سے یہ بات ثابت ہے کہ ہر شخص کو اپنا مذہب نہایت ہی محبوب اور پسندیدہ ہوتا ہے خواہ وہ مذہب دوسروں کی نظر میں کیسے ہی کمزور پہلو اپنے اندر کیوں نہ رکھتا ہو ایسی صورت میں محسن انسانیت رسول عربی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کو اللہ تعالیٰ کے واضح ارشاد سے آگاہ فرماتے ہوئے دیگر اہل مذاہب کے مذہبی جذبات اور احساسات کا پورا پورا احترام کرنے کا حکم دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں اعلان فرمایا

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔

یعنی اے مسلمانو! بے شک دنیا میں ایسے مذاہب کے پیرو بھی ہیں جو خدائے واحد لاشریک کو چھوڑ کر دوسری ہستیوں کو اپنا معبود قرار دیتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک وہی قابل عزت و تکریم ہیں۔ اس لئے ہمارا مسلک یہ ہے کہ جب بھی تم ان کے معبودوں کا ذکر کرو تو برے رنگ میں ان کا ذکر نہ کرو مبادا لاعلمی میں وہ خدائے بزرگ و برتر کی شان میں ناروا کلمات کہنے لگ جائیں۔

احباب کرام! دیگر اہل مذاہب کے ساتھ حسن و احسان کا یہ کتنا عظیم الشان اور کتنا نرالا مسلک

ہے۔ ہمارے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ یہی وہ اہلِ مذاہب ہیں کہ آپ کے مذہب کو مٹانے اور نیست و نابود کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ اُٹھا رکھا تھا اور آپ کے معبودِ حق کے مقابلہ میں اُحد کے میدان میں لات اور عزّیٰ اور ھُبل کے نعرے مار کر آپ کے جذبات اور احساسات کو سخت مجروح کیا تھا۔ انہیں کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ ان کے معبودوں کو اگرچہ کوئی علامت ان میں معبود کی نہیں ہے پھر بھی کچھ نہ کہو کیونکہ اس طرح ان کے جذبات اور احساسات کو ٹھیس پہنچے گی۔

چونکہ جذبات اور احساسات کا رشتہ بہت نازک ہوتا ہے اور عموماً فاتح اور غالب اقوام اس معاملہ میں بہت بے اعتنائی دکھاتی ہیں اس لئے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں دیگر اہل مذاہب کے مذہبی جذبات و احساسات کا بڑا خیال ہوتا تھا وہاں پر روزمرہ کی زندگی میں بھی ان کے جذبات و احساسات کا پورا پورا احترام فرماتے تھے۔ چنانچہ :-

★ — ایک دفعہ مدینہ میں ایک یہودی نوجوان بیمار ہو گیا۔ رحمۃ للعالمین کو جب اس کا علم ہوا تو آپ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے اور اس کی حالت کو نازک پا کر آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی۔ وہ آپ کی تبلیغ سے متاثر ہوا مگر چونکہ اس کا باپ زندہ تھا اور اس وقت پاس ہی کھڑا تھا۔ وہ ایک سوال کی ہیئت بنا کر باپ کو دیکھنے لگا۔ باپ نے کہا بیٹے! اگر تمہیں تسلی ہے تو بے شک ابوالقاسم کی بات مان لو۔ ابوالقاسم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت تھی۔ لڑکا کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گیا۔ اس پر رحمۃ للعالمین بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔ خدا کا شکر ہے کہ ایک روح آگ کے عذاب سے نجات پا گئی۔ (بخاری)

★ — پھر ایک دفعہ ایک یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کے قیام و طعام کا انتظام فرمایا۔ رات کے وقت دشمنی میں بستر پر پاخانہ کر دیا اور علی الصبح اُٹھ کر چلا گیا مگر جاتے وقت اپنی کوئی چیز بھول گیا۔ جب صبح آنحضور کی خادمہ نے دیکھ لیا اور غصہ میں آ کر اس یہودی کو گالیاں دینے لگی۔ جب اس کی آواز رحمۃ للعالمین کے کان میں پڑی تو آپ نے اپنی خادمہ سے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے۔ خادمہ نے واقعہ کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا پانی لاؤ میں خود دھو دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ پانی لائی اور رحمۃ للعالمین بستر کو صاف کرنے لگے۔ اسی دوران وہ یہودی اپنی بھولی ہوئی چیز لینے کے لئے آ گیا وہ کیا دیکھتا ہے کہ رحمۃ للعالمین خود بستر صاف کر رہے ہیں اور ساتھ ہی خادمہ کو کہہ رہے ہیں کہ چپ چپ تو زبان مت دو بات پھیل گئی تو وہ شخص شرمندہ ہو گا۔ کچھ وقت نہ گزرا تھا کہ یہودی اخلاقِ حسنہ کے ہتھیار کے وار سے مسلمان کی صورت میں کھڑا تھا۔

★ — پھر جب شام کا ملک فتح ہوا اور وہاں کی عیسائی آبادی اسلامی حکومت کے ماتحت آگئی تو ایک دن جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت سہیل بن حنیف اور حضرت قیس بن سعد قادسیہ کے شہر میں کسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے پاس سے ایک عیسائی کا جنازہ گزرا۔ یہ دونوں اصحاب اسے دیکھ کر تعظیماً اُٹھ کھڑے ہوئے ایک مسلمان نے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحبت یافتہ نہ تھا اور اس ضابطۂ اخلاق سے بھی نا آشنا تھا جس کی بنیاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا اور ان دونوں اصحاب سے کہا کہ یہ تو ایک عیسائی کا جنازہ ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں ہمیں معلوم ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق تھا کہ آپ دوسرے مذاہب کے لوگوں کے جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ کیا یہ بھی خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ جان نہیں ہے۔ (بخاری ابواب الجنائز)

۴ عام سلوک اور سیاسی تعلقات

دیگر اہل مذاہب کے ساتھ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن و احسان کا سلوک صرف مذہبی اُمور تک ہی محدود نہ تھا بلکہ روزمرہ کے عام سلوک اور سیاسی تعلقات میں بھی آپ کے حُسن و احسان کا فیضان جاری و ساری تھا چنانچہ

★ — حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یہودی کا قرض تھا۔ وعدہ کے مطابق واپسی کی معینہ مدت میں ایک دن باقی تھا کہ وہ آپ کی خدمت میں آ کر سخت تقاضا کیا۔ وہ جوں جوں سختی کرتا آپ نرمی سے جواب دیتے یہاں تک کہ وہ بد کلامی پر اُتر آیا۔ اسکے اس طریق کو دیکھ کر حضرت عمرؓ کو سخت غصہ آیا۔ اس کو ڈانٹا اور کہا کہ اگر تو اس پاک مجلس میں نہ ہوتا اور ایسی بے ادبی کی باتیں کرتا تو میں تیری گردن مار دیتا۔ رحمۃ للعالمین نے حضرت عمرؓ کو روکا اور فرمایا کہ اگرچہ قرض کی واپسی میں ایک دن باقی ہے۔ اور اس کا موجودہ طریق بہتر نہیں۔ کل تک انتظار کرنا چاہیئے تھا پھر بھی میں اس کا مقروض ہونا اس لئے تم جاؤ اور اس کا قرض ادا کر دو اور جھڑکنے کے عوض اسے کچھ زیادہ بھی دیدو۔

★ — خیبر کے یہودیوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معاہدہ تھا۔ چنانچہ آپ اُن سے محاصل کی بٹائی وصول کرنے کے لئے اپنے صحابی حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو بھیجا کرتے تھے اور انہیں ہدایت دیتے تھے کہ فصل کی بٹائی کی وصولی میں یہود کے ساتھ انتہائی نرمی کا سلوک کیا جائے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ آپ کی ہدایت کے مطابق یہودیوں کو اختیار دیتے تھے کہ فصل کے دو حصے کر کے جو تم پسند کرتے ہو لے لو اور پھر جو حصہ پیچھے رہ جاتا تھا وہ خود لے لیتے تھے۔ (ابو داؤد کتاب البیوع)

★ — پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے ماتحت حضرت عمرؓ کو دیگر مذاہب والوں کا اس قدر خیال ہوتا تھا کہ ایک دفعہ آپ نے اپنے دورِ خلافت میں ایک یہودی بوڑھے کو بھیک مانگتے دیکھا تو اس سے پوچھا کہ کیا ماجرا ہے؟ اس نے کہا کہ بوڑھا ہو گیا ہوں اور نظر کمزور ہے کام کر نہیں سکتا اور جزیہ کی رقم بھی ابھی مجھ پر لگی ہوئی ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ بے چین ہو گئے۔ فوراً اسے اپنے ساتھ لیا اور اپنے گھر لا کر مناسب امداد دی۔ اور پھر بیت المال کے افسر کو بلا کر کہا کہ یہ کیا بے انصافی ہے کہ ایسے لوگوں پر جزیہ لگایا جاتا ہے۔ ہمیں تو حکم ہے غرباء کی مدد کریں نہ کہ اُلٹا ان پر ٹیکس لگائیں۔ اس کے بعد ایک عام حکم جاری فرمایا کہ کمزور لوگوں پر جزیہ نہ لگایا جائے۔ (کتاب الخراج)

★ — پھر آپ ہی کے دورِ خلافت کا یہ واقعہ ہے کہ آپ ایک ایسی جگہ سے گزرے جہاں بعض غیر مسلموں سے جزیہ وصول کرنے میں سختی کی جا رہی تھی۔ یہ دیکھ کر آپ فوراً رُک گئے اور غصہ کی حالت میں دریافت فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ آپ کو بتایا گیا کہ یہ لوگ جزیہ ادا نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہمیں اس کی طاقت نہیں ہے۔ رحمۃ للعالمین کے رحم دل خلیفہ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ان پر وہ بوجھ ڈالا جاوے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے۔ انہیں چھوڑ دو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جو شخص دُنیا میں لوگوں کو تکلیف دیتا ہے وہ قیامت کے دن خدا کے عذاب کے نیچے ہو گا۔ چنانچہ ان لوگوں کا جزیہ معاف کر دیا گیا۔ (کتاب الخراج)

★ — پھر سیاستِ اسلامی میں حُسن و احسان کے اثر کو دیکھئے کہ جب مسلمانوں نے شام کو فتح کیا تو معاہدہ کی رو سے مسلمانوں نے وہاں کی عیسائی آبادی سے ٹیکس وغیرہ وصول کیا۔ لیکن اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد رومی سلطنت کی طرف سے پھر جنگ کا اندیشہ پیدا ہو گیا جس پر شام کے اسلامی امیر حضرت ابوعبیدہؓ نے تمام وصول شدہ ٹیکس عیسائی آبادی کو واپس کر دیا اور کہا کہ جب جنگ کی وجہ سے ہم تمہاری حفاظت کی ذمہ داری نہیں اُٹھا سکتے تو ہمارے لئے جائز نہیں کہ یہ ٹیکس اپنے پاس رکھیں عیسائیوں نے یہ دیکھ بے اختیار مسلمانوں کو دُعا دی اور کہا۔

”خدا کرے کہ تم رومیوں پر فتح پاؤ اور پھر اس ملک کے حاکم ہو“

چنانچہ جب مسلمانوں نے دوبارہ فتح حاصل کی تو علاقہ کی عیسائی آبادی نے بڑی خوشی منائی اور واپس شدہ ٹیکس پھر مسلمانوں کو دیدئے۔ یہ اسی قسم کے حُسن و احسان کا نتیجہ تھا کہ جب حضرت عمرؓ شام تشریف لے گئے تو وہاں کے عیسائی لوگ گاتے بجاتے آپ کے استقبال کے لئے نکلے اور آپ کے سر پر تلوار تانا یہ گیا اور پھولوں کی بارش برسائی۔ (فتوح البلدان صفحہ ۱۳۷)

★ — احبابِ کرام! اب میں آپ کی توجہ ایک ایسے واقعہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ حُسن و [illegible]

کتبِ ہنود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ

از مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر درویش قادیان

"ہندو رشی منی ہمیشہ صداقت شعار رہے ہیں ..... وہ صرف خدا تعالےٰ کے ہی عبادت گذار تھے جو خود ست چت آنند سروپ ہے۔ اس ایشٹ (پرماتما) کے ساتھ ست کا ہی ملاپ ہو سکتا ہے۔ ہٰذا وہ کسی کے لیئے جھوٹ بول کر کیوں خود پاپی بنتے۔ انہوں نے اپنی لطیف روحانی آنکھ سے جو کچھ دیکھا، وہ صاف صاف لکھ دیا۔ اس پر بھی اگر کوئی دنیادار آدمی ان کے سچّے لکھنے کو نہ سمجھ سکے، تو وہ اس کے اپنے دماغ کی کمزوری ہے۔ رشیوں کا قصور نہیں۔"

(ہندو دھرم ۲ صہ 93 مصنفہ بابو لال چند رؤسا جرنلسٹ و گولڈ میڈلسٹ)

ویدوں کے پرکاش کے بعد مبعوث ہونے والے (اوتاروں)، مصلحین اور کتب کو سمجھنے، قبول کرنے اور وصالِ الٰہی پانے کے لیئے مندرجہ بالا اصول کس قدر اہم۔ پیارا اور اپنانے کے لائق ہے نیک فطرت انسان کو اس سے گریز کی جگہ نہیں۔

1۔ برہما جی کے بڑے بیٹے اتھروان، اتھرو وید میں کہتے ہیں۔

इदं जना उप श्रुत नराशंस स्तविष्यते।

(اتھرو وید سنہتا کنتاپ سوکتانی۔ کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۱)

ترجمہ:۔ اے لوگو! نراشنس کی تعریف کی جائیگی۔ "نراشنس ست وشیتے" آئیندہ زمانے میں بیحد تعریف والا انسان تعریف کیا جائیگا۔" ویدک سنسکرت لغظ نراشنس کا عربی زبان میں ٹھیک ترجمہ "محمدؐ" ہے۔

جملہ مترجمین پنڈت کھیم کرن داس وید بھاشی الہ آبادی، پنڈت راجہ رام پروفیسر D.A.V کالج لاہور۔ پروفیسر گرفتھ۔ موریس بلوم فیلڈ۔ پنڈت وید پرکاش M.A ویدک سنسکرت وغیرہ سبھی نے مندرجہ بالا منتر کا ترجمہ "بیحد قابل تعریف انسان" کیا ہے۔ "ویدوں میں نراشنس کے بارے میں پیشگوئیاں کی گئی ہیں جو انسان ہی ہو۔ اور اس کی تعریف بھی کی گئی ہو۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انسان بھی تھے اور ان میں آدمیت اور تعریف دونوں خصوصیات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں اس طرح یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نراشنس کا صحیح ترجمہ عربی لفظ محمد ہے۔

(نراشنس اور آخری رسول صہ ۱۴ نیز ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا زیر لفظ قرآن۔ سائیکلوپیڈیا زیر لفظ کورم۔ امر کوش منش ورگ شلوک ۱ زیر لفظ نراشنس۔ سنسکرت انگریزی لغت مولفہ مونیر ولیم۔)

اتھرو وید یا برہم واکیہ میں کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ کے منتر ۱ تا ۱۴ میں "نراشنس" کے موضوع پر منتر آئے ہیں۔ رگوید میں "نراشنس" لفظ سے شروع ہونے والے منتروں کی تعداد آٹھ 8 ہے۔ گویا نراشنس کا ذکر رگوید، یجروید، سام وید اور اتھروید میں ملتا ہے۔" (نراشنس۔ آخری رسول صہ ۳)

2۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ اتھرووید کے منتر ۱ تا ۱۴ میں نراشنس کا ذکر ہے اس کے کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۱۱ میں "نراشنس" کی تعریف میں کورم (कौरम) اور کارُو (कारु) استعمال کیا گیا ہے۔ کورم کارُو (कारु) کے معنے ہیں۔

= امن پھیلانے والا۔ میثاق النبییّن حصہ اول صہ ۶۲ = ایک منی یا پیغمبر کا نام (پدمچندر کوش صہ ۱۴۶)

= ستی حمد کرنے والا (احمد) (پنڈت راجہ رام) = Most Comnedable بیحد قابل تعریف (پریکٹیکل ڈکشنری ۱۹۳۲ء الہ آباد) Name of Mohammed محمدؐ کا نام۔ نیو رائل ڈکشنری ۱۸۹۳ء

اس کے علاوہ نراشنس کا نام اتھرووید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۳ میں مامح मामह آیا ہے۔ یعنی بہت قابل ستائش نُور۔ پوجیہ۔ بے حد اچھا اکثر بلی معنعم اللّوا اپنشد अल्लोपनिषद् اور بھوشیہ پوران پرتی سرگ ۳، پرو ۳ ادھیائے ۳ شلوک ۵ میں محامد آیا ہے۔ یہ سارے صفاتی نام نراشنس محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ ان صفاتی ناموں میں بڑی بڑی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ اور ہر نام میں بیحد قابل ستائش ہستی مراد ہے۔

"مقام محمدؐ" صلے اللہ علیہ وسلم۔

i۔ نراشنس (محمدؐ) کو سارے گناہوں سے لوگوں کو بچانے والا کہا گیا ہے رگوید (۱-۱۵۶-۴) یہ خدا تعالیٰ کی صفت ہے جس کا اظہار انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ ہوا کرتا ہے۔

ii۔ اتھرووید کانڈ ۲۰ سوکت ۲۳ منتر ۷ میں اسے سنو آ ता انسسی یعنی اِندر دیوتاؤں کا راجہ اور خدا کہا گیا ہے اور منتر ۱۱ میں اسے اندر جیشٹھ یعنی Chief of the Vedic gods ویدک خداؤں میں سے سب سے بڑا خدا بتایا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ پدمچندر کوش سنسکرت انگلش ڈکشنری ۱۸۹۳ء۔

"منتروں کا جاپ کرنے والے رشی نراشنس سے یہ استدعا کرتے ہیں۔ کہ وہ آکر تمام لوگوں کو گناہوں سے بچائے۔

قدیم زمانے کے رشیوں کے اندر نراشنس کے لیئے کتنی عقیدت تھی کہ وہ اپنے آپ کو کس قدر اس بات کے لیئے آرزومند پاتے تھے کہ وہ آکر لوگوں کو گناہوں سے بچائے۔"

(نراشنس آخری رسول صہ ۱۱)

دراصل نراشنس (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کا یہ مقام ارفع واعلیٰ ہے جس سے بڑھ کر دوسرا کوئی مقام قرب الٰہی کا ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ منتر ۳ میں بتایا گیا ہے کہ نراشنس ویدک خداؤں میں سے سب سے افضل ہے وہ بین الاقوامی شخصیت वैश्वानर belonging to all man، حقیقی و ٹھیک تعریف والا۔ قبول کرنے۔ استقبال کرنے کے لیئے نہایت موزوں شخصیت Higer degree of ording (सुष्ठु مشٹو) a good entrence اور بہت مشہور परिचित ہے۔

مسلمانوں کے عقائد کی رو سے تمام نبی، اوتار، رسول اور پیغمبر نفس نبوت میں یکساں ہیں۔ البتہ درجات و مقام کے لحاظ سے "پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار" ہی ہے۔ وید مقدس کے مطابق نراشنس محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام ارفع کی اجمالی تفسیر سورہ النجم میں بیان ہوئی ہے۔

قاعدہ اقلیدس کی رُو سے انتہائی ارفع واعلیٰ مقام ایک ہی ہو سکتا ہے۔ اور مذہبی عقیدہ کے مطابق ارتفاع کا انتہائی مقام قرب "اللہ" ہے۔ قرآن مجید نے فرمایا ہے۔

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى

(سورۃ النجم آیت ۹-۱۰) یعنی پرماتما محمد (نراشنس) رسول اللہ کے قریب ہوا۔ نفس محمدی بوجہ شدت قرب کے صعود کر کے دریائے الوہیت سے نزدیک ہوئے۔ اور ہوتے ہوتے وہ مقام "اَدنیٰ" قرب کے انتہائی مقام تک جا پہنچے، جہاں الوہیت کے بحرِ اعظم میں ذرہ بشریت گم ہو گیا۔ اور اس میں اور خدا میں کوئی حجاب نہ رہا۔ "اَوْ اَدْنٰى" یہ نقطہ محمدیہ ظلی طور پر مستجمع جمیع مراتب الوہیت ہے (مجازاً) اور پھر وہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نزول کر کے مخلوق کی طرف بڑھا اور مخلوق میں اور اس میں کوئی فرق نہ رہا۔ (انا بشر مثلکم) خلق اور خالق میں برزخ نفسی نقطہ احمد ہے۔ اہل تصوف اس کا "اسماء اللہ" نام رکھتے ہیں۔ اسے عام اصطلاح میں "مقام جمع" سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

ے شانِ احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میان افتاد میم
زاں نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد
پیکرِ او شد سراسر صورتِ ربِ رحیم"

(توضیح مرام صفحہ 3 مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

ے "مقام ارفع واعلیٰ پہ اکثر انبیاء پہنچے
نہ پہنچا کوئی اس حد تک جہاں پہ مصطفیٰ پہنچے"

کمال اتحاد کے باعث "سراسر صورت ربّ رحیم" کے پیکر نراشنس کو رگوید سنہتا میں نورانی گناہوں سے بچانے والا۔ شافعی غیب دان (कविं) اندر اور یکیہ کے شروع میں جاپ کرتے وقت پیارا مشرین بیان کیا گیا ہے اور اسے آنے کیلئے پکارا جاتا تھا۔"

(نراشنس آخری رسول دوسرا باب)

دنیا میں صرف نراشنس محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی واحد ذات ہے۔ جن پر صدیوں سے دنیا بھر کے مسلم و غیر مسلم دن رات درود و سلام بھیجتے چلے آرہے ہیں۔ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید۔

چنانچہ شری گنگا پرساد اپادھیائے الہ آبادی آریہ سماجی ودوان لکھتے ہیں۔

"چودہ سو برس تک اتنی قوموں اور اتنے ملکوں اور اتنے انسانوں نے آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) کو سرور کائنات اور نبی الانبیاء کے نام سے منتخب کیا اور ان کے لیئے درود بھیجتے ہیں۔ یہ کوئی چھوٹی بات نہیں" (مصابیح القرآن صہ ۱۵ ٹریکٹ وبھاگ آریہ سماج۔ چوک الہ آباد۔ یو۔پی۔ بھارت)

درود و سلام:۔ اتھروا رشی نے اتھرووید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۷ میں سنسار بھر کے لوگوں کو ترغیب دی ہے کہ وہ ہادی اقوام عالم (वैश्वानर) کی حقیقی تعریف (सुष्टुति) کیا کریں۔ اور سچے دل سے اس پر بیحد (अति) سلام و درود بھیجا کریں۔

اتھرووید کے مذکورہ کانڈ، سوکت کے منتر ۱۴ میں مولود مہرشی نراشنس محمدؐ (मामह) پر سلام بھیجا ہے اور نہایت عمدہ تعریفی کلمات beauty Speech سے نعت خوانی کی ہے۔ ان دونوں منتروں ۷-۱۴ میں ایک راہبر وہادی اقوام عالم کی حقیقی سچی نہایت اعلیٰ و عمدہ نعت خوانی کا بیان ہے۔ چونکہ انی رسول اللہ الیکم جمیعاً (الاعراف ۱۵۹) کل اقوام عالم کی طرف مبعوث ہونے اور سب کا سانجھی ہونے کا دعویٰ صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی ہے کسی دوسرے کا نہیں۔ آپ پر اللہ تعالیٰ اور فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ (الاحزاب ۵۷) اسی لیئے رشی نے قوم سے اپیل کی ہے کہ اے لوگو! تم بھی تمام لوگوں میں عزّت پانے والے نراشنس محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کرو۔

یاد رکھنا چاہیے کہ اتھرووید کے اس مقام کے منتر ۱ تا ۱۴ سارے سے منتر ایک ہی ارتھ نراشنس۔ محمدؐ۔ مامح۔ کورم، کارو

(Name of Mohammad) کی صداقت اور ان پر وارد ہونے والے واقعات اور ان پر سلام و درود بھیجنے پر مشتمل ہیں۔ ان سب منتروں کا دیوتا بھی ایک ہے۔ یہاں تک کہ اس باب کا نام بھی کنتاپ سوکتانی ([illegible]) رکھا گیا ہے۔ چونکہ اوتار مخلوق خدا کو خالق حقیقی سے ملانے کا ذریعہ وسیلہ ہوتے ہیں اور ان کا ظہور محض حصولی بشکل دنیا کو خالق حقیقی سے ملانا ہوتا ہے۔ اس لئے ان پر درود و سلام بھیجنا فطرت سلیمہ کا تقاضا ہے۔

"گرو گووند دوؤ کھڑے کاکے لاگوں پائے۔
بلیہاری گرو آپ نے گووند دیو ملائے"
(کبیر)

اہل اللہ تو آپ کے عشق میں محبت کے انتہائی مقام تک پہنچ چکے ہیں۔
"بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم" (مسیح موعودؑ)

پوران اور مہرشی وید ویاس کی عقیدت

ہندمت میں مہرشی وید ویاس جی نہایت اعلیٰ درجہ کے رشی مانے جاتے ہیں چاروں وید۔ مہابھارت گیتا۔ پوران وغیرہ تقریباً سارا ہندو لٹریچر ویاس جی کی کاوش علمیت اور عقیدت کا نتیجہ ہے۔ اٹھارہ پورانوں کے علمی سمندر میں بھوشیہ پوران بہت بڑے پایہ کی تصنیف ہے۔ اس میں زمانہ مستقبل سے متعلق پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں

1۔ اس کا ترجمہ پنڈت رام شرما آچاریہ نے کیا ہے مہرشی ویاس جی کہتے ہیں کہ آئندہ زمانے میں غیر آرین غیر زبان والا آچاریہ اپنے شاگردوں اور ماننے والوں کے ساتھ سب سے پہلے سندھ میں آئیگا اس کا نام محامد ہے۔

ویدوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نراشنس۔ مامح۔ کورم اور کارو وغیرہ ناموں سے ملقب کیا گیا ہے۔ ان سب صفاتی ناموں میں بیحد تعریف والا۔ نور۔ پوجیہ اور ستائش و تعریف میں اندر یا خدا کے برابر مانا گیا ہے۔ عربی بھاشا میں ان صفاتی اسماء کا ترجمہ محمدؐ ہے۔ اور محمد کا مادہ حمد ہے۔ جب حمد کو افعل التفضیل کے صیغہ میں لاکر جمع کا روپ دیا جائیگا تو محمد سے محامد بن جاتا ہے۔ چونکہ مہرشی ویاس جی کو حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے انتہائی عقیدت تھی۔ اس لئے انہوں نے وفور عقیدت و اخلاص سے محمدؐ بیحد تعریف والے کو مزید تعریف والا بنانے کے لئے جس کی تعریف حد بیان سے باہر ہو۔ لفظ محامد استعمال کیا ہے

2۔ آچاریہ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ماننے والوں کی پہچان کی چند علامات مہرشی نے بیان فرمائی ہیں۔

○ آچاریہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور مرد ستھل ریگزار (عرب۔ مکہ) میں ہوگا۔

○ راجہ مہا راجہ پنج گویہ اور چندن سے اس سے عقیدت کا اظہار کریں گے اور وہ مہاد یو محمد صلے اللہ علیہ وسلم پنج گویہ یعنی پنج شنانہ (وضو) کو اپنے عمل سے پسند کریگا۔ شلوک نمبر 6۔

○ راجہ بھوج اور بڑے بڑے بادشاہ دلی عقیدت سے اس کے سامنے نذرانہ پیش کرکے اسے سلام کہیں گے۔ بلکہ اپنے آپ کو اس کی پناہ و شرن میں دے دیں گے۔ شلوک نمبر 7-8

○ آچاریہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر واہیک ([illegible]) نام کا دیش قوم اور اس دیش کا مذہب آریہ بالکل دہشت اور زار و نزار ہوگا۔ شلوک نمبر 5

○ اس لئے میں ایشور غیر ملکی قوم غیر زبان والے آچاریہ کے ذریعہ پیشاچ دھرم (اسلام) کو جاری کرونگا۔ کیونکہ میں اسے وردان دے چکا ہوں۔" شلوک نمبر 27-24 نمبر 12

○ وہ آچاریہ بہو مایا وشارد ([illegible] [illegible]) یعنی بہت ہی اچھا عالم ہے اور ایسی طاقت کا مالک ہے جو نہ بن سکنے والی بات کو بنا دے۔ شلوک نمبر 22
(لفظ مایا کے ایک معنے یہ بھی ہیں (پد چند کوش صفحہ 385 زیر لفظ مایا [illegible])

آچاریہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بہت بڑا اعجاز ہے کہ عرب کے ریگستانی علاقہ کے بھیڑ۔ بکری۔ اونٹ چرانے والے جاہل بدوؤں کو نظر نہ آنے والی کارساز طاقت سے دنیا بھر کے استاد اور شہنشاہ بنا دیا۔ جنہیں اسلام سے پہلے دنیا کی کوئی حکومت اپنی رعایا بنانے کو بھی تیار نہ تھی۔

○ انہوں نے زمین کے مرکز میں قائم ہوکر منظم طور پر اپنا کام جاری کر دیا اور کلیان کرنے والی اعلیٰ اشیاء سے لیس ہوکر وہاں پر ہی بس گئے۔ اور وہ شہر مدہن پور (مدینہ) ہوگیا۔ اسے تیرتھ (مقام مقدسہ) کے مثل کہا جاتا ہے۔ شلوک نمبر 22
(ترجمہ پنڈت رام شرما آچاریہ)

اصل لفظ مد + ہین + پور [illegible] کے لفظی معنے ہیں۔ شراب۔ خالی و محروم شہر "وہ شہر جو شراب نشہ و غرور۔ سے خالی و محروم ہو"۔

مدینہ کا اصل نام یثرب تھا۔ آچاریہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت اس کا نام مدینہ ہوا۔ اسلام میں سب سے پہلے اسی مدینہ (مدہین پور) میں شراب کے حرام ہونے کا حکم و اعلان ہوا۔ مسلمانوں میں مکہ معظمہ کے بعد مدینہ کو تیرتھ ستھان مانا جاتا ہے۔

○ آچاریہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پیرو ختنہ کروانے داڑھی رکھنے والے سر پر چوٹی نہ رکھنے والے۔ سور کے سوا سب حلال چیزیں کھانے والے۔ اذان کہنے والے۔ مشرک مٹانے والے اور کشون کی مانند پاک ہونے کیلئے (نفس امارہ سے) جنگ کرنے والے ہونگے۔ شلوک نمبر 25-26
(بھوشیہ پوران۔ پرتی سرگ پرو نمبر 3 پرو نمبر 3 ادھیائے نمبر 3)

ہندو دھرم گرنتھوں میں مذکور یہ ساری باتیں سیرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نہایت روشن پہلو ہیں۔ آپ مادر مہربان کی مانند رحمۃ للعالمین۔ تمام انسانوں زمانوں کے لئے بیحد تعریف والے افضل الرسل شافعی۔ قبول کرنے، استقبال کرنے اور اپنانے کے لائق ہیں۔ رشی۔ مہرشی۔ فرشتے اور خدا آپ پر دن رات درود بھیجتے ہیں۔ پس رشیوں نے اپیل کی ہے کہ ہم احترام سے نراشنس محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نہایت عمدہ نعتیہ کلام سے عقل و شعور رکھتے ہوئے حقیقی۔ ٹھیک اور سچی تعریف کریں۔
(اتھروید ۲۰۔۱۲۷۔۱۴)

"بعد از خدا بعشق محمد مخمرم" [illegible]
ع پس بعد اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار۔

اللھم صلے علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراہیم و علیٰ آل ابراہیم انک حمید مجید۔

ضروری اعلان

① جملہ قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت سے گذارش ہے کہ سالانہ اجتماع ۱۹۹۱ء میں اپنی مجلس سے آنے والے خدام و اطفال کی فہرست اجتماع سے قبل ہی ارسال کردیں۔

② اجتماع میں شریک ہونے والے احباب جو کہ واپسی ریلوے ریزرویشن کروانا چاہتے ہوں وہ اپنے ضروری کوائف (نام۔ عمر۔ ٹرین نمبر و نیز) مع اخراجات ٹکٹ و ریزرویشن بذریعہ ڈرافٹ بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان اجتماع سے قبل ارسال کر دیں۔

③ سالانہ رپورٹ کارگزاری اجتماع سے ایک ہفتہ قبل دفتر میں موصول ہو جانی چاہیے۔

④ "انعامی مقالہ" کی آخری تاریخ ۳۰ر ستمبر ہے۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

صوبائی اجتماع لجنہ اماء اللہ اڑیسہ

تمام لجنات اماء اللہ اڑیسہ کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ اس سال آل اڑیسہ صوبائی اجتماع مورخہ 2، 3، نومبر ۱۹۹۱ء کو محی الدین پور میں ہوگا۔ گذشتہ اعلان میں غلطی سے ایک روزہ اجتماع کا ذکر ہوا ہے۔ لجنات تصحیح کرلیں۔ تمام لجنات اڑیسہ اس 2 روزہ اجتماع میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت کریں اور پروگرام کو کامیاب بنائیں۔

(صدر لجنہ اماء اللہ بھارت)

درخواست دعا

○۔ مکرم عبد النبی صاحب ہندی پنڈت آف لکنور (ضلع کھمم) Bone Cancer سے بیمار چلے آرہے ہیں ریڈیو تھراپی علاج ہو رہا ہے موصوف کی شفائے کاملہ عاجلہ اور صحت والی لمبی عمر عطا ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(عبد الرؤف سرکل انچارج ورنگل)

شکریہ احباب اور درخواست دعا

ہمارے بھائی امیر احمد صاحب ضمیر کی اچانک وفات پر ہمیں شدید صدمہ اور غم پہنچا ہے ہم سب اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں اس صدمہ پر بہت سے احباب اور جماعتوں کی طرف سے تعزیتی خطوط موصول ہوئے اور احباب و مستورات نے ملاقاتوں میں بھی تعزیت کی اور ہماری ہمت بندھائی اور ہمارا غم بانٹنے کی کوشش کی ہے سب کو جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے تاہم تحریر ہذا کے ذریعہ بھی پنے بھائی بہنوں عزیزوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ آپکو اسکی نیک جزا دے اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے جنت الفردوس میں بلند مقامات عطا فرمائے اہلیہ و بچگان کا حامی و ناصر ہو اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

مشتاق احمد بشیر ننگ ناماکن کنبیڈا

آنحضرت صلعم کا مخالفین سے حسن سلوک اور مذہبی رواداری

از مکرم مولوی محمد یوسف صاحب انور مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

چودہ سو سال قبل کی تاریخ پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا بالکل خدا کو بھول کر گناہ و معصیت کا گہوارہ بنی ہوئی تھی انسانیت اپنے حقیقی شرف کھو کر ذلت کی تاریکیوں میں بھٹک رہی تھی۔ اخلاق مٹ چکے تھے عدل و انصاف نہ تھا۔ ظلم اور ناانصافی کا بازار گرم تھا۔ مکہ شہر میں شراب خوری عام تھی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا معمولی بات پر لڑائی خاندان در خاندان چلتی تھی۔ ایسے حالات میں خدا کی بے پایاں رحمت جوش میں آئی اس کی معجزانہ کرم فرمائیوں کے طفیل مکہ کی بے آب و گیاہ وادی سے روحانیت کا سورج طلوع ہوا جس نے گلی گلی کوچہ کوچہ کو خدا کے نور سے منور کیا وہ کون۔ سرور کائنات فخر موجودات خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلعم ہیں جو کہ ۱۲ ربیع الاول بروز پیر مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو مکہ میں پیدا ہوئے آپ بچپن سے ہی خدا تعالیٰ کی یاد میں محو رہتے تھے آپؐ نے اپنے بلند اخلاق اور اوصاف کریمانہ سے عرب والوں کو اتنا متاثر کیا کہ وہ آپ کو امین صدوق کہنے لگے۔ یعنی امانت دار اور سچا آدمی۔

۲۳ سال کی عمر میں شہر کے لوگوں کی شرارتوں اور بدکاریوں اور خرابیوں سے متنفر ہو کر دور جا کر ایک غار میں خدا کی عبادت کرنے لگے اسی غار حرا میں پہلی مرتبہ حضرت جبرائیل وحی لیکر آئے جب خدا کی طرف سے حکم ملا کہ اپنی رسالت کا اعلان کر دیں۔ آپ نے حکم ملنے کے بعد بلا خوف و خطر مکہ میں یہ اعلان کیا کہ ایک خدا کی عبادت کرو میں اس کی طرف سے رسول ہوں لہٰذا اس کے عذاب سے بچو اور میری بات مان لو۔ حضرت محمدؐ کا اتنا ہی کہنا تھا کہ ظلم و ستم کا بازار گرم ہو گیا۔ وہ لوگ آپؐ کے مخالف ہو گئے کل تک جو آپؐ کو سچا اور امانت دار مانتے تھے آج دشمن ہو گئے اور کہا یہ شخص جھوٹ بولنے لگا ہے۔ لیکن نیک فطرت لوگ ایمان لاتے رہے اس طرح سے ایک چھوٹی سی جماعت مومنوں کی تیار ہو گئی اور اسلام کی بنیاد پڑ گئی۔ [illegible] ٹھٹھا کر رہے تھے تمسخر کرتے تھے کہ یہ غریب اور یتیم آدمی کیا دعویٰ کرتا ہے مگر کچھ اندر سے فکر مند بھی تھے کہ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو مکہ کے سارے لوگ ان کی بات کو تسلیم کر لیں گے پھر تو ان ہی کا حکم چلے گا۔ اور مکہ میں چھا جائیں گے۔ یاد رہے حضرت محمدؐ نے جو کچھ فرمایا سب سے پہلے اس پر خود عمل کر کے دکھایا۔ آج بھی دنیا میں بہت لوگ ہیں جو دوسروں کو اچھی نصائح کرتے ہیں مگر خود عمل نہیں کرتے۔

آپؐ کا وجود ... ایسا ہے جس پر زندگی کے مختلف حالات و واقعات پیش آئے جن میں سے گزر کر آپؐ نے ہمارے لئے ایک بہترین نمونہ چھوڑا۔

انتہائی مشکلات کے وقت بہادر سے بہادر انسان بھی ہمت ہار بیٹھتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور رسولوں پر ہر زمانے میں مظالم توڑے گئے سب نے استقامت دکھائی حضرت محمدؐ جو سابقہ تمام انبیاء کے مثیل کامل اور مظہر کامل تھے آپؐ پر اور آپؐ کی مقدس جماعت پر وہ سارے مظالم جو گزشتہ انبیاء پر توڑے گئے تھے وہ سب اکٹھا کر کے ڈھائے گئے جن میں آپؐ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ نے کوہ استقامت بن کر بے نظیر استقامت اور صبر کا نمونہ دکھایا جس کی تفصیل طویل ہے۔

اسلام کی خاطر جو دکھ مصیبتیں اور تکلیفیں حضورؐ نے اٹھائیں قلم ان کے لکھنے سے عاجز ہے۔

حالانکہ قریش نے آپ کے سامنے ہر قسم کی پیشکش کی مگر آپ نے سب کچھ ٹھکرا دیا اور کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے گویا زبان حال سے فرمایا۔

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوان یار
ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں
آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار

....

چونکہ قریش مکہ اندر اندر سے اسلامی پیغام کے خلاف پلان بنا رہے تھے کہ جہاں تک ہو سکے اس آواز کو دبانا ہے۔ جب قریش کو معلوم ہوا کہ اب آواز دبنے والی نہیں ہے تو ظلم و ستم کا باب کھل گیا۔

خود حضرت محمدؐ کو عبادت سے روکا گیا۔ آپؐ خانہ کعبہ میں جا کر نماز پڑھتے تھے وہاں ابوجہل اور دیگر اس کے ساتھی کبھی آپؐ پر لعنت کرتے کبھی ایذا پہنچاتے راستے میں کانٹے بچھا دیتے۔ راہ چلتے مٹی پھینک دیتے۔

ایک دفعہ آپؐ صحن کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوجہل بولا کیا اچھا ہو اس وقت کوئی شخص اٹھے اور کسی اونٹنی کا بچہ دان لا کر محمدؐ پر ڈال دے یہ سن کر عقبہ بن ابی معیط فوراً اٹھا اور عین اسی وقت جب آپؐ سجدہ میں تھے باہر سے ایک اونٹنی کا گند اور آلائش سے بھرا ہوا بچہ دان لا کر حضورؐ کی پشت مبارک پر ڈال دیا حضرت فاطمۃ الزہرا کو کہیں سے پتہ لگ گیا آپ فوراً دوڑیں اور اپنے باپ کے کندھوں سے یہ بوجھ اتار دیا۔ طائف میں حضورؐ پر پتھر برسائے گئے یہاں تک کہ کائنات کی مقدس ترین ہستی کا بدن پے در پے زخموں سے چھلنی کر دیا گیا

کھانے میں زہر ملایا گیا۔ صحابہ کرامؓ کو ایسی ایسی تکلیفیں دی گئیں کہ سن کر اور پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ کو رسیوں سے جکڑ کر پیٹا گیا۔ حضرت زبیر بن العوام کو چٹائی میں لپیٹ کر ان کی ناک میں دھواں دیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کو صحن کعبہ میں مار مار کر ہلکان کر دیا گیا تپتی ریت میں لٹا کر ان کے اوپر گرم سلیں رکھی گئیں۔ عورتوں تک کو نہ بخشا مقدس حاملہ عورتوں کو اونٹوں سے گرا کر ان کے حمل گرا دیئے۔ سالہا سال تک مقاطعہ کیا گیا بھوک و پیاس کی شدید اذیتیں دی گئیں مال و متاع لوٹ کر گھروں سے نکال دیا گیا حضورؐ کے چچا حضرت حمزہؓ کو شہید کر کے ان کے پیٹ کو چاک کر کے ان کا جگر چبایا گیا۔

غرضیکہ قریش نے ایسے ایسے کام کئے جو کہ درندے بھی نہیں کرتے صرف اس لئے کہ حضرت محمدؐ اور ان کے ساتھیوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے۔ مگر قربان جائیں ہم اپنے پیارے آقاؐ پر کہ اتنے مظالم کے بعد بھی آپؐ مسلمانوں کو تعلیم دیتے رہے کہ صبر سے کام لو اور بددعا نہ کرو کیونکہ یہ لوگ ناواقفی کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں یہ جانتے نہیں اے اللہ ان کو نیک ہدایت دے گویا آپ یہ تعلیم دیتے تھے

گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

خود حضرت محمدؐ نے کمال صبر کا نمونہ دکھایا اور اپنے کامل نمونہ سے لوگوں کو متاثر کیا ایک دفعہ ابوجہل نے جو کہ آپ کے چچا تھے آپؐ کو گندی گالیاں دیں مگر آپؐ نے خاموشی اختیار کی جس سے متاثر ہو کر حضرت عمرؓ جو ننگی تلوار لیکر نکلے تھے کہ میں حضرت محمدؐ کا بھی خاتمہ کر کے روز روز کا جھگڑا ختم کر دوں ایمان لائے اور بعد میں دوسرے خلیفہ بنے پھر آپؐ کے جذبہ رواداری کا یہ حال ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے متعلق آپؐ نے اپنی قوم کو ہدایت دی کہ ٹھیک ہے میں افضل الانبیاء ہوں میں خاتم النبیینؐ ہوں لیکن جب تم مجھے موسیٰ سے افضل کہتے ہو تو بعض لوگوں کی دل آزاری ہوتی ہے اس لئے میرے اس حق کے باوجود مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دیا کرو یعنی بلاوجہ ان کے سامنے اس کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جہاں تک آپ کی مسجد کا تعلق ہے ایک طرف تو لوگ مسلمانوں کی مسجدیں ویران کر رہے تھے نماز پڑھنے سے روکتے تھے لیکن آپؐ کا اسوہ حسنہ اور رواداری کا یہ حال ہے کہ اپنی مسجد میں غیر مسلموں کو بھی عبادت کرنے کی اجازت دے دی اسی طرح سے طائف سے بنو ثقیف کا وفد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا یہ لوگ مشرک تھے آپؐ نے ان کو مسجد نبوی کے صحن میں خیمہ زن ہونے کی اجازت دے دی ایک دفعہ ایک یہودی اور ایک مسلمان کا مقدمہ آپؐ کی خدمت میں پیش ہوا آپؐ نے مذہب کا اور عقیدہ کا لحاظ کئے بغیر حقائق کی بنا پر یہودی کے حق میں فیصلہ دیا۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے مسجد نبوی میں پیشاب کر دیا لوگ اسے مارپیٹ کرنے کے لئے اٹھے حضرت محمدؐ نے فرمایا اسے جانے دو اور اس کے پیشاب پر پانی بہا دو کیونکہ تم نرم گیر بنا کر بھیجے گئے ہو نہ کہ سخت گیر بنا کر قرآن مجید جو کہ حضورؐ پر نازل ہوا اس میں مساوات پر بہت زور دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمام نسل انسانی ایک باپ سے چلائی گئی اس لئے تم بحیثیت انسان ایک جیسے ہو انسان اور انسان میں فرق نہیں۔ آپؐ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا اے لوگو تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک تھا کسی عربی کو کسی عجمی پر ...

کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت ہے اور نہ کسی سُرخ رنگ والے کو کسی سیاہ رنگ والے پر کوئی فضیلت ہے نہ کسی سیاہ فام کو سُرخ پر سوائے تقویٰ کی بُنیاد کے عدالتی امور کے بارے میں بھی آپؐ نے مساوات کا درس دیا۔ ایک دفعہ قبیلہ بنی مخزوم کی ایک عورت چوری کے جُرم میں پکڑی گئی اُسامہ بن زید جن سے حضورؐ بہت محبت رکھتے تھے کو بعض لوگوں نے حضورؐ کی خدمت میں اسی عورت کی سفارش کے لئے بھجوایا آپؐ نے فرمایا۔ اے اُسامہ کیا تم حدودِ خداوندی میں سفارش کرتے ہو پھر آپؐ کھڑے ہو گئے اور حاضرین کو خطاب کیا اور فرمایا تم سے پہلی اُمتیں اس لئے ہلاک ہو گئیں اور گمراہ ہو گئیں کہ جب کوئی معزز آدمی جُرم کرتا تو اُسے درگزر کرتے اور چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور اور بے سہارا جُرم کرتا تو اُسے سزا دیتے خدا کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ چوری کرتی تو میں اُس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

آپؐ بہت شفیق اور رحم دِل تھے آپؐ نے اپنے ہمسایہ کے ساتھ نیک برتاؤ کی تعلیم دی اور فرمایا کہ اگر اچھا سالن پکاؤ تو شوربا زیادہ بناؤ تاکہ تم اُس میں سے کچھ اپنے ہمسایہ کو بھی دے سکو۔ ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے تین دفعہ فرمایا کہ وہ شخص مومن نہیں وہ شخص مومن نہیں وہ شخص مومن نہیں پوچھا گیا یا رسول اللہ کون! فرمایا جس کا پڑوسی اُس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہو خواہ ہمسایہ کوئی بھی ہو۔

آپ غریبوں یتیموں بیواؤں کمزوروں کا خاص خیال رکھتے حتیٰ کہ اپنے غلام کا بھی ایک دفعہ آپؐ نے اپنے غلام کو کہا تم تھک گئے اب تم سوار ہو جاؤ گھوڑے پر میں پیدل چلتا ہوں یا اگر کوئی کام کرتے غلام تھکان محسوس کرتا آپؐ اُس کی مدد کرتے کسی کام کو کرنے میں عار نہ سمجھتے تھے آپؐ نے بکریاں بھی چرائیں حتیٰ کہ لکڑی جنگل میں جمع کی خود کپڑے دھوئے وغیرہ

کبھی کسی کو خواہ مخواہ نہیں ڈانٹا ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ عبد اللہ بن ابوبکرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک عرب نے اُن سے ذکر کیا کہ جنگ حنین میں بھیڑ کی وجہ سے اُس کا پاؤں حضورؐ کے پاؤں پر جا پڑا سخت قسم کی چپل اُس نے پہن رکھی تھی جس کی وجہ سے حضورؐ کا پاؤں بُری طرح زخمی ہو گیا حضورؐ نے تکلیف کی وجہ سے ہلکا سا کوڑا مارتے ہوئے فرمایا بسم اللہ تم نے میرا پاؤں زخمی کر دیا ہے۔ اس شخص کا کہنا ہے کہ مجھے بڑی ندامت ہوئی۔

ساری رات میں سخت بے چین رہا کہ ہائے مجھ سے یہ غلطی کیوں ہوئی۔ صبح ہوئی تو کسی نے مجھے آواز دی کہ حضرت محمدؐ تمہیں بلا رہے ہیں۔ مجھے اور گھبراہٹ ہوئی کہ کل کی غلطی کی وجہ سے شاید میری شامت آئی۔ بہرحال میں حاضر ہوا تو حضورؐ نے بڑی شفقت سے فرمایا کل تم نے میرا پاؤں کچل دیا تھا۔ اور اس پر میں نے تمہیں ایک ہلکا سا کوڑا مارا تھا اس کا مجھے افسوس ہے لہٰذا یہ اسّی بکریاں میں تمہیں دے رہا ہوں یہ لو اور جو تکلیف تمہیں مجھ سے پہنچی ہے اسے دل سے نکال دو حضورؐ کی اس شفقت اور مشفقانہ انداز سے میری پریشانی دور کرنے پر میں حیران رہ گیا فتح مکّہ کے واقعہ کو کون نہیں جانتا ہے۔

وہ ایک مثالی بےنظیر کارنامہ ہے قیامت تک ایسا نمونہ کوئی نہیں دکھا سکتا ہے وہ قریش جنہوں نے مکّہ سے آپ کو رات کی تنہائیوں میں نکلنے پر مجبور کر دیا تھا جنہوں نے مظالم کے پہاڑ توڑ ڈالے تھے جنہوں نے خدا کی عبادت سے روکا تھا جنہوں نے طرح طرح کے دُکھ دیئے تھے وہی لوگ پھر یہ سوچتے تھے کہ اب نہ معلوم ہم سے کیا سلوک ہو گا کیونکہ جب آپؐ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ فاتحانہ رنگ میں مکّہ میں داخل ہوئے تو دُشمن سمجھتا تھا کہ اب تو بدلہ ضرور ہم سے لیا جائے گا کیونکہ ہم نے حضرت محمدؐ اور ان کے ساتھیوں کو بہت دُکھ دیئے ہیں۔

مگر قربان جائیں اپنے پیارے آقا پر ایسے موقعہ پر جب کہ دشمن آپ کے ہاتھ میں ہے آپ مجاز ہیں جو چاہے کر سکتے ہیں۔ سب مکّہ والوں کے سامنے اعلان عام کرتے ہیں کہ جاؤ میں تم سب کو معاف کرتا ہوں کسی سے کوئی سرزنش نہ ہو گی۔

کیا ظلم کا عفو سے انتقام۔ علیک الصلوٰۃ علیک السلام

پس موجودہ حالات کے پیشِ نظر اگر ہم اپنے بزرگوں رشیوں منیوں اوتاروں کے نقش قدم پہ چلیں اور آپسی دشمنی کو ترک کریں تو یقیناً ہمارا معاشرہ پاکیزہ ہو گا۔ حضرت محمدؐ نے یہ بھی فرمایا کہ تم ہر مذہب کے بانی کی عزت کرو۔ لیں اگر اس وقت ہم لوگ حضورؐ کے اُسوہ حسنہ پر چلنے کی کوشش کریں گے تو یقیناً ایک نمایاں تبدیلی نظر آئے گی۔

ہمیں اپنے مُلک کو خوشحال بنانے کے لئے ایک عملی اور مثالی کردار ادا کرنا ہو گا تاکہ ہمارے مُلک میں جو بدامنی ہے وہ دور ہو اور ترقی یافتہ ممالک کی طرح ہمارا ملک بھی ترقی کرے خدا تعالیٰ ہمیں حضرت محمدؐ کی تعلیم اور اُسوہ حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ اور ہر بُرائی سے محفوظ رکھے آمین

جماعتوں میں ہفتہ قرآن مجید کا انعقاد

● ــــ جماعت احمدیہ کوڈالی (کیرلہ) کے زیر اہتمام ۱۷ر تا ۲۳ر اگست ہفتہ قرآن مجید منعقد ہوا اس سلسلہ میں بعد نماز مغرب احمدیہ مسجد میں ہر روز اجلاس ہوا مندرجہ ذیل احباب نے اس جلسہ میں حصّہ لیا۔ مکرم مبارک احمد صاحب صدر جماعت مکرم ٹی۔ کے سلیمان صاحب مکرم کے عبد السلام صاحب معلم وقفِ جدید۔ مکرم سی۔ منیر احمد صاحب۔ مکرم ابو صغیر احمد صاحب۔ مکرم پی محمد صاحب۔ مکرم مولوی سی ایچ عبد الرحمٰن صاحب معلم وقف جدید۔ عزیز شفیع اللہ صاحب۔ عزیز ساجد ڈی پی۔ عزیزہ شرمینہ۔ فائزہ۔ جنابجا مکرم مولوی یوسف صاحب مبلغ سلسلہ مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب مبلغ سلسلہ۔ مکرم محی الدین کویا صاحب۔ مکرم سی برکت اللہ صاحب۔

● ــــ مورخہ یکم تا ۷ر جولائی ہفتہ قرآن مجید مسجد بیت الغالب عثمان آباد میں منعقد کیا گیا بعد نماز مغرب اجلاسات ہوئے۔ درج ذیل احباب نے اجلاسات میں حصّہ لیا۔

مکرم محمد عبد العظیم صاحب صدر جماعت۔ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ۔ سابق صدر لجنہ اماء اللہ۔ مکرم محمد عبد الصمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ۔ مکرمہ امتہ العزیز صاحبہ۔ عزیز عبد النعیم صاحب۔ مکرمہ رفعت سلطانہ صاحبہ عزیز عبد العلیم مکرم عبد اللطیف صاحب سیکرٹری مال۔ عزیز وسیم احمد صاحب عزیزہ قدسیہ یاسمین۔ آسیہ نازنین۔ صادق احمد۔ طاہر احمد۔ سائرہ نسرین

● ــــ جماعت احمدیہ کوڈیاتھور کے زیر اہتمام ۹ر تا ۱۵ر اگست ہفتہ قرآن مجید منایا گیا بعد نماز مغرب احمدیہ مسجد میں اجلاسات ہوئے درج ذیل افراد نے حصّہ لیا۔

مکرم ایم ظفر احمد صاحب مبلغ سلسلہ۔ مکرم مدکار صاحب۔ مکرم ایم جعفر خان صاحب مکرم سی۔ کے عبد اللہ صاحب۔ مکرم سی محمد صاحب مکرم پی محمد صاحب مکرم ایم ابوبکر صاحب مکرم عبد اللہ ماسٹر صاحب۔ مکرم ایم عبد الکریم صاحب مکرم ایم ناصر احمد صاحب۔ مکرم ایم سی محمد صاحب۔ مکرم مولوی محمد یوسف صاحب مکرم عبد الرحیم صاحب۔ مکرم کے رفیق صاحب۔ مکرم ٹی احمد سعید صاحب۔ مکرم مولوی محمد عمر صاحب۔ مکرم اے پی البولی صاحب

● ــــ جماعت احمدیہ پینگاڈی (کیرلہ) کے زیر اہتمام ۲ر تا ۸ر اگست ہفتہ قرآن مجید منعقد کیا گیا بعد نماز مغرب و عشاء مسجد احمدیہ میں اس سلسلہ میں اجلاسات ہوئے پروگرام روزانہ تقریباً ۲ گھنٹے تک جاری رہا اجلاسات میں درج ذیل احباب نے مشترکہ طور پر حصّہ لیا۔

مکرم مولوی محمد ابو الوفاء صاحب مکرم مولوی محمد اسماعیل الیپی صاحب مکرم سی کنج عبد اللہ صاحب۔ امیر جماعت احمدیہ۔ مکرم کنج احمد ماسٹر صاحب ناظم انصار اللہ صوبہ (کیرالہ) مکرم پی مصدق احمد صاحب۔ مکرم اے پی عبد المجید صاحب۔ مکرم سی ایچ عبد المجید صاحب۔ مکرم پی۔ پی سلیم احمد صاحب مکرم ایس وی محمد فضل صاحب۔ مکرم ایم رفیق احمد صاحب۔ مکرم پی۔ وی کنج عبد اللہ صاحب۔ مکرم پروفیسر ایم محمد صاحب مکرم مولوی محمد یوسف صاحب مکرم شفیع احمد صاحب۔ مکرم وسیم احمد صاحب۔ مکرم صدیق صاحب۔ مکرم اختر علی صاحب۔ مکرم ایم۔ کے موئیدنی صاحب۔ مکرم سی ایچ عبد الشکور صاحب اجلاسات میں کثیر تعداد میں احباب و مستورات نے شرکت کی۔

درخواستِ دُعا

میرے خالو مکرم بشیر احمد صاحب، تراکور (ضلع انبالہ) میں بیمار ہیں ان کی مکمل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار بشیر الدین کارکن فضل عمر پریس قادیان

رحمۃ للعالمین کی عائلی زندگی امن عالم کی ضامن ہے

از مکرم مولوی منظور احمد ناصر صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

سید الانبیاء سرورِ دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مختصر جملہ "خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی" میں امن عالم کا گُر راز بیان فرمایا ہے۔ جس امن چین اور سکون کو آج کا انسان شہروں اور قصبوں بلکہ مختلف ممالک کے بین الاقوامی تعلقات میں تلاش کرتا پھر رہا ہے۔ اسے اپنے گھر سے اس جستجو کی ابتداء کرنی چاہیئے۔ جس کا وہ خود نگران محافظ اور مالک ہے۔ انسانی زندگی کا چین و سکون امن اور شانتی کی ابتداء گھر کی چار دیواری سے ہوتی ہے۔ ایک شخص جو اپنے گھر کی چار دیواری میں امن و سکون کو قائم نہیں کر سکتا وہ اپنے پڑوسیوں یا شہریوں کو کیا امن بخشے گا اپنے ہم وطنوں کے لئے کب امن اور شانتی کا موجب بنے گا اور پھر امن عالم کے لئے وہ کیا کردار اور نمونہ پیش کرے گا؟

آج بین الاقوامی سطح پر امن اور شانتی کے محاذ پر نکلے سربراہوں اور راہنماؤں کو اس بنیادی کڑی کی طرف لوٹ آنا چاہیئے جہاں سے امن اور سکون کی ابتداء ہوتی ہے۔ اور اس بنیادی کڑی کو مضبوط کر کے حسن معاشرت کی حسین فضا قائم کرتے ہوئے گاؤں اور شہر، ملک اور بین الاقوامی امن کے لئے ایک کڑی سے دوسری کڑی کا ایک رابطہ ہموار کرتے ہوئے اپنی مہم کو چلانا چاہیئے۔

امن عالم کا خواب دیکھنے والوں کو حضرت رحمۃ للعالمین کی عائلی زندگی کا کامل نمونہ اپنانے کی ضرورت ہے۔ اس اہم امر کے لئے آپ نے اپنی عظیم ذمہ داریوں کو نبھانے میں رات دن مصروف رہتے ہوئے بھی حسن الاسلوب اور فرسودہ پیرائے میں اسوۂ حسنہ کا کامل نمونہ چھوڑا ہے وہ ضمانت ہے شہروں، قصبوں اور ملکوں اور بین الاقوامی امن کی زندگی عطا کرنے کے لئے۔

بیویوں سے حسن سلوک

رحمۃ للعالمین ؐ کی آمد سے قبل بیوی کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی محض [illegible] اور عموماً تمام اقوام کا یہ نظریہ تھا کہ بیوی ایک ادنیٰ لونڈی یا نوکرانی سے بڑھ کر کچھ وقعت نہیں۔ خاوند جب چاہے اسے طلاق دیدے جیسے چاہے اس کے ساتھ سلوک کرے۔ بیوی کا اپنا کوئی حق خاوند پر نہیں ہوتا۔ ہندو مذہب کے مطابق بیوی کا سب سے آخری مقام یہ ہے کہ خاوند اگر مر جائے تو زندہ ہی اس کی چتا کے ساتھ جل کر مر جائے۔ آریہ سماج نے بیوی کے ساتھ نیوگ جیسے سلوک کا غیر دستور پیش کیا۔ جس پر شریف النفس اور غیرت مند انسان شرم سے پانی پانی ہو جائے گا۔ ان کے نزدیک بیوی خاوند کے لئے ایک ایسی اثاثہ ہوتی ہے کہ خاوند جب چاہے جہاں چاہے جس کے پاس چاہے اس کو رکھ سکتا ہے۔ بیوی کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ عیسائیت نے عورت کو راز داری کی بات بتانے سے منع کیا ہے اور سب سے پلید اور گناہوں کی جڑ قرار دیا ہے۔

لیکن بنی نوع انسان کے لئے رحمت بن کر آنے والا اسوۂ کامل کا مظہر اتم سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلعم نے انسانیت کی صحیح قدر و منزلت کو دنیا میں قائم کیا۔ انسانی اخلاق کی اعلیٰ تعلیم دے کر انسانیت کو سربلند کیا۔ انسانوں کو درندگی اور حیوان مشابہ زندگی سے باہر نکلنے کی راہ دکھائی۔ سب سے پہلے آپ نے صنف نازک کی حقیقی قدر و منزلت کو قائم فرمایا۔ جبکہ دنیا اس کے ساتھ انتہائی ظالمانہ اور حیوانوں سے بدتر سلوک کیا کرتی تھی۔ آپ نے دنیا پر یہ واضح کیا کہ انسان مکمل نہیں ہو سکتا جب تک اپنی بیوی کے بغیر کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "وخلق منھا زوجھا" وہ تمہارا ہی جوڑا ہے۔ بیوی مرد کا ایک جزء ہے مرد کا وجود اس سے الگ نہیں ہے۔ نیز بتایا کہ "ھن لباس لکم وانتم لباس لھن" وہ تمہارے لئے لباس ہے۔

یعنی جس طرح لباس زیب و زینت کا باعث ہوتا ہے اور آرام و آسائش کا موجب بنتا ہے۔ اسی طرح بیوی خاوند کے لئے اور خاوند بیوی کے لئے زیب و زینت اور آرام و آسائش کا موجب ہے۔ یہ لطیف مثال ازدواجی زندگی کی قدر و منزلت واضح کرنے اور بیوی کا حقیقی منصب بتانے کے لئے کافی تھی۔ مگر اسوۂ حسنہ کے مظہر کامل نے عورت مرد کے تعلقات کو مزید استوار اور روشن بنانے کے لئے ہدایت فرمائی کہ "ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف" یعنی جیسے بیویوں پر خاوند کے حقوق ہیں ویسے ہی بیوی کے حقوق خاوند پر ہیں۔ یہاں پر فطری تقاضا کو اجاگر کر دیا گیا کہ جس طرح مرد عورت سے اپنے آرام و آسائش اور اپنے چین و سکون کی توقع رکھتا ہے اسی طرح اس پر بھی فرض ہے کہ بیوی کے جذبات اور احساسات اس کے آرام و سکون اور اس کی خوشی کا خیال رکھے۔ مزید اس پہلو کی وضاحت ان الفاظ سے فرمائی کہ

"ان یطعمھا مما یاکل و یکسوھا مما یلبس ولا یقبح ولا یضربھا"

یعنی مرد کو چاہیئے کہ جس طرح کا لباس خود پہنے اسی وزن کا لباس بیوی کو پہنائے یہ نہیں کہ اپنے لئے اچھا لباس پسند کرے اور بیوی کو ہلکے سستے کپڑے پہنائے جس طرح خود کھانا کھائے اسی طرح کا اسے بھی کھلائے۔ اس کے ساتھ ظلم نہ کرے اور ترش کلامی سے پیش نہ آئے گویا کہ زندگی کے ہر پہلو میں مرد بیوی کا اپنے ساتھ برابر کے حقوق کا خیال رکھے۔

سب سے اہم اور ضروری امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا "عاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسیٰ ان تکرھوا شیئاً و یجعل اللہ فیہ خیراً کثیراً۔"

اگر بالفرض تمہاری بیوی کسی وجہ سے تمہیں ناپسند ہو۔ لیکن اس حالت میں بھی تم اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ بدسلوکی مت کرو۔ کیونکہ تم جس کو ناپسند کرو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی میں تمہارے لئے بڑی خوبیاں اور بھلائی رکھی ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نہاں در نہاں حکمتوں کو جانتا ہے۔ سو تم اللہ تعالیٰ کے فضل پر توکل کرتے ہوئے باوجود اپنی ناپسندیدگی کے اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے اللہ تعالیٰ اسی میں تمہارے لئے خیر و برکت کا سامان پیدا کر دے گا۔ سبحان اللہ۔ اتنا بہتر حسن معاشرت کی تعلیم نہ کسی مذہب نے اس سے قبل دی تھی اور نہ کوئی مذہبی رہنما اپنے متبعین کو بتایا۔

آپ کا عملی نمونہ

حضرت خدیجہؓ جو آپ کی سب سے پہلی بیوی تھیں ان سے اس وقت شادی کی جب آپ کی عمر پچیس سال کی تھی۔ اور حضرت خدیجہؓ چالیس سال کی تھیں۔ اور جب تک آپؓ زندہ رہیں رسول کریم ؐ نے کوئی دوسری شادی نہیں کی۔ اور جب وہ فوت ہوئیں آپ کو سخت صدمہ ہوا اور آپ نے اس سال کا نام عام الحزن رکھا۔ حضرت عائشہؓ حضرت خدیجہؓ کے ساتھ رسول کریم ؐ کی محبت اور آپ کے دل میں ان کی قدر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ ان کی وفات کے بعد رسول کریم ؐ کے سامنے جب کبھی ان کا ذکر آجاتا آپ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ حضرت عائشہؓ بتاتی ہیں کہ مجھے کبھی آنحضرت ؐ کی کسی زندہ بیوی سے کوئی جذبات رقابت پیدا نہیں ہوئے۔ مگر حضرت خدیجہؓ سے آپ کی محبت کو دیکھ کر بعض اوقات میرے دل میں رقابت کا احساس ہونے لگتا تھا۔ جب کبھی کوئی تقریب ہوتی تو آپ حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو تحفے بھجواتے اور ان کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔

حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آپ نے الٰہی اشارہ کے تحت بنی نوع انسان کی بھلائی اور دینی اخلاقی اصلاح کے پیش نظر کئی شادیاں کیں۔ اور ان سب کے ساتھ ایسا حسن سلوک فرمایا کہ ان میں

سے ہر ایک نے یہی سمجھا کہ رسول کریم ؐ اسی کو سب سے زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اور یہی وجہ تھی کہ باوجود آپ کے گھروں میں کئی کئی دن تک انہیں فاقہ پر گزارہ کرنے کے ان میں سے ہر ایک نے آپ ؐ کے ساتھ ہی وابستہ رہنے کو دنیا و مافیہا کے آرام و آسائش سے بڑھ کر خیال کیا۔ آنحضرت ؐ اپنی ہر ایک بیوی کو ایک سا خرچ دیتے تھے۔ ان کے ساتھ فراخ دلی سے امور خانہ داری میں ہاتھ بٹاتے۔ بکری کا دودھ خود دوھ لیتے۔ اپنے کپڑوں کو صاف کر لیتے۔ حتیٰ کہ گھر میں جھاڑو دے لیتے تھے۔ ان کے سیر و تفریح کا بھی خیال رکھتے جب کبھی سفر پر نکلتے قرعہ اندازی کے ذریعہ جس بیوی کا نام نکلتا اسے اپنے ہمراہ لے جاتے۔ ایک دفعہ چند حبشی کرتب دکھا رہے تھے۔ حضرت عائشہ رضؓ نے دیکھنے کی خواہش کی۔ رسول کریم ؐ نے چادر سے پردہ کر کے کھڑے ہو گئے اور حضرت عائشہ رضؓ آپ ؐ کے دوش مبارک پر سہارا لئے دیکھتی رہیں۔ جب تک کہ وہ خود تھک کر ہٹ نہ گئیں۔ رسول کریم ؐ پردہ کئے کھڑے رہے۔ آنحضرت ؐ نے حضرت عائشہ رضؓ کی تفریح کی خاطر ان کے ساتھ دوڑ بھی لگائی۔ ایک مرتبہ وہ آگے ہو گئیں اور دوسری مرتبہ جب آپ ؐ آگے نکل گئے تو فرمایا کہ عائشہ اس دن کا بدلا اتر گیا۔

آپ ؐ بیویوں سے اہم مشورہ لیا کرتے تھے اور ان کی رائے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جب آپ ؐ صحابہ کو عمرہ کا ارادہ ترک کر کے قربانیاں کرنے اور سر منڈانے کا حکم دیا اس پر صحابہ رضؓ نے کچھ تامل دکھایا جس پر آپ ؐ نے ام المؤمنین ام سلمہ رضؓ سے مشورہ طلب کیا۔ ام سلمہ رضؓ نے کہا آپ ؐ کسی سے کچھ نہ کہیں بلکہ پہلے جا کر سر منڈائیں اور قربانی کر دیں۔ آپ ؐ نے ایسا ہی کیا۔ یہ دیکھ کر صحابہ رضؓ نے اتنی بے تابی سے اس پر عمل کیا کہ ایسا لگتا تھا کہ سر منڈانے نہیں بلکہ سر کٹانے جا رہے ہیں۔

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ آپ ؐ بیویوں کے احساسات کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ اور ان کی دلداری کے لئے راہیں تلاش کرتے تھے۔ جب کوئی بیوی بیمار ہوتی تو خود اس کی خواہش توجہ سے تیمار داری کرتے۔ اور بیویوں کے عزیزوں اور رشتہ داروں سے محبت کا اظہار فرماتے۔ آپ ؐ کا یہ بیان آنحضرت ؐ کے ازدواجی زندگی کا نہایت ہی خوشنما اور دلربا نقشہ پیش کرتا ہے کہ حضور ؐ گلاس میں اسی جگہ منہ لگا کر پانی پیتے جس جگہ میں نے منہ لگا کر پانی پیا ہوتا۔

اولاد سے حسن سلوک

حضرت رحمۃ للعالمین ؐ نے ایک حسین اور پُر امن عالمی معاشرہ کی تعمیر کے لئے دوسرا اہم گر یہ بتایا کہ "ولا تقتلوا اولادکم خشیة املاق"۔ یعنی اولاد کی عمدہ تربیت کو املاک کے خوف سے نظر انداز نہ کرنا۔ اولاد کی تربیت سے بے توجہی برتنا قتل اولاد کے مترادف ہو گا۔ اس لئے اولاد کی تعلیم و تربیت بہتر رنگ میں کرو۔ اگر اسے ایک باخلاق انسان بناؤ گے حسن و احسان کا پیکر بناؤ گے۔ وہ اولاد جو آج طفل شیر خوار ہے کل کو تمہارے گھر کے لئے محلہ والوں اور شہر والوں کے لئے اپنے اہم وطن تمام بنی نوع انسان کے لئے ہمدردی کرنے والی جان و مال کی حفاظت کرنے والی۔ امن و سکون کی ضامن بن سکتی ہے۔ لیکن اگر اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت نہ کی گئی تو یہی اولاد جو تمہارے لئے فقط خوشی اور مسرت اور جیسے کھلونے دل بہلانے کا ذریعہ بنی ہوئی ہے۔ کل تمہارے چین و سکون اور راتوں کی نیند حرام کرنے کا باعث بھی ہو سکتی ہے۔ وہ قوم اور وطن اور تمام بنی نوع انسان کے لئے انتہائی مضر بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ امن عالم کو نقصان پہنچانے والی اور دنیا میں فتنہ و فساد برپا کرنے والی بن سکتی ہے۔ آپ ؐ نے اولاد کی عمدہ تربیت کی خاطر باریک در باریک گر بتا کر بنی نوع انسان کی راہنمائی فرمائی۔ آپ ؐ فرماتے ہیں کہ اکرموا اولادکم۔ اولاد کی عزت کرو۔ کیونکہ اگر اولاد عزت کرنا سیکھے گی تو عزت سوچنے والی نظروں کی قدر کرنے والی بنے گی۔

آپ ؐ کا عملی نمونہ

آنحضرت ؐ بچوں کے متعلق فرمایا ہے کہ تم بے شک ماں باپ کو بخیل بھی بناتے ہو بزدل بھی بناتے ہو لیکن تم جنت کی خوشبو بھی ہو۔ جب کوئی نیا پھل آتا تو پہلے آپ ؐ بچوں کو دیتے۔ باہر سے جب تشریف لاتے بچوں کو آگے پیچھے سواری پر بٹھا لیتے تھے۔ بچوں سے مزاح اور پیار کرتے تھے۔ نماز میں کبھی بچوں کی رونے کی آواز سنتے تو نماز مختصر کر دیتے تھے۔ آپ ؐ کا اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضؓ اور اپنے نواسوں حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے بھی نہایت مشفقانہ اور محبت بھرا سلوک واضح تھا۔

ایک بار حضرت زید ؓ آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا حضور ؐ اس طرح اٹھے کہ اوپر کی چادر گھسٹتی جاتی تھی بدن مبارک ننگا تھا آگے بڑھ کے زید کو گلے سے لگایا اور چوما۔ اور ایک مرتبہ حضرت زید کے بیٹے اسامہ کو چوٹ لگی تو حضور ؐ اس کا خون صاف کرتے ہوئے فرمایا اگر اسامہ لڑکی ہوتی تو میں اسے زیور پہناتا۔ یہ تھی آپ ؐ کے منہ بولے بیٹے اور پوتے کے ساتھ سلوک۔

سبحان اللہ! آپ ؐ کی اپنے اہل و عیال کے ساتھ حسن معاشرت یقیناً بنی نوع انسان کے لئے ایک کامل نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ؐ کے اسوۂ حسنہ کو اپنا کر ایک پُر امن ماحول پیدا کرنے کی توفیق دے۔ آمین ٭

یا رب صل علی نبیک دائماً
فی ہٰذہ الدنیا و البعث الثانی

بقیہ صفحہ ۱۳!! ...احسان کے پیکر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سامنے موجود تھے اور فیضان رحمت کا چشمہ رواں دواں تھا۔ لیکن اندازہ کرنے والوں نے غلط اندازہ کیا اور بدظنی سے کام لیا اس لئے نتیجہ اس کے بالکل برعکس نکلا جو ہمیشہ رحمۃ للعالمین کے وجود مبارک سے نکلا کرتا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ غزوہ خندق کے موقعہ پر یہود کا قبیلہ بنو قریظہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد شکنی کر کے آپ کے خلاف دشمنوں سے مل کر غداری اور بغاوت کی۔ آپ نے خدائی منشاء کے مطابق ان کا محاصرہ کیا اور فرمایا کہ تم اپنے اس بد عہدی کے سلسلہ میں فیصلہ مجھ پر چھوڑتے ہو یا یہودی شریعت کے مطابق فیصلہ چاہتے ہو۔ ان بدبخت یہود نے روگردانی کرتے ہوئے ایک ایسے شخص کو اپنا حکم بنایا جو کہ عدل و انصاف کا مجسمہ تھا مگر اس کے قلب میں رحمۃ للعالمین کی شفقت اور رافت نہ تھی حضرت سعد بن معاذ جو بہت بڑے عالم تھے اور اسلام لا چکے تھے حکم مقرر ہوئے۔ آپ نے یہود سے اول دریافت کیا کہ کیا تمہیں میرا فیصلہ منظور ہو گا؟ انہوں نے جواب دیا ہاں ہمیں منظور ہو گا۔ پھر سرکار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا آپ کو میرا فیصلہ منظور ہو گا؟ آپ نے فرمایا ہاں منظور ہو گا۔ اس عہد و پیمان کے بعد حضرت سعد بن معاذؓ نے یہودی شریعت کے مطابق اپنا فیصلہ سنایا جس کے الفاظ یہ تھے۔

"بنو قریظہ کے مقاتل یعنی جنگجو لوگ قتل کر دیئے جائیں اور ان کی عورتیں اور بچے قید کر لئے جائیں اور ان کے اموال مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے جائیں"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ فیصلہ سنا تو فرمایا لقد حکمت بحکم اللہ۔ یعنی تمہارا فیصلہ ایک خدائی تقدیر ہے۔ اور آپ کا اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ سامنے حسن و احسان کا مجسمہ موجود تھا مگر بدظنی نے ان کی مت ماردی اور وہ ہو گیا جو ہونا تھا۔

اے کاش! وہ میرے آقا پر فیصلہ چھوڑ دیتے تو دنیا فتح مکہ سے پہلے فتح مکہ کے عفو عام کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتی۔ یا کم از کم بنو نضیر اور بنو قینقاع کا نظارہ تو یقیناً ہوتا ٭

(باقی آئندہ)

اِشاعتِ اِسلام تاریخ کے آئینے میں !

از محترم چودھری حکیم بدر الدین صاحب عامل درویش قادیان

جب اسلام کی ترقی کو تلوار کی مرہونِ منت کہا جاتا ہے تو اس وقت دماغ ایک ایسے مخمصے میں پڑ جاتا ہے کہ کیا اِس سے بڑا جھوٹ بولنے کی کسی اَور موقع پر بھی جُرأت کی گئی ہے ؟ جواب آتا ہے نہیں ! نہیں !!

مَیں نے تاریخ اسلام پر جس قدر بھی نگاہ کی ہے اور مخالفینِ اسلام کی کُتب کو بھی پڑھا پرکھا اور جانچا ہے، مجھے حیرت ہوئی ہے کہ نہ صرف یہ امر ثابت و مُسلّم و اظہر من الشمس ہے کہ اسلام نے اپنی اِشاعت کے لئے تلوار نہیں اُٹھائی یعنی بجبر اسلام منوانے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ یہ امر مشاہدہ میں آتا ہے کہ روزِ اوّل سے ہی مخالفینِ اسلام کی تلواریں حق پرستوں کے سروں پر لہراتی رہیں۔ ان کے سینوں کو چھیدتی رہیں۔ اور اپنی مخالفت کو تسکین دیتی رہیں۔ اور ایسا کر کے وہ ایک وقت تک خود سکون پذیر ہو جاتی رہیں کہ ہم نے اسلام کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ اور اب یہ پَودا یہیں پر سُوکھ کر ختم ہو جائے گا۔ لیکن نتیجہ ان کے خیالات کے برعکس نکلتا رہا۔ اور اس پر وہ پھر مشتعل ہو کر اسلام کو مٹانے کے عزم دلوں میں لئے مُٹھی بھر داعینِ اِلی اللہ پر جھپٹتے رہے۔ تاریخ کی چند ایک مثالیں ملاحظہ ہوں۔

جونہی آفتابِ رسالت طلوع ہُوا مخالف قوتوں اور اندھیروں کو اپنا وجود مٹتا نظر آیا۔ پہلے پہل زبان کی تلوار سے اسلام کی حقانیت کے خلاف دلائل اختراع کئے گئے۔ بھلا حق کے مقابلہ میں کبھی جھوٹ بھی پنپ سکا ہے۔ اُن کے مزعومہ دلائل اِسلام کے براہین کے مقابل ناکام ہوئے تو پھر کیا تھا ؎

سنّتِ جاہلاں است
جواب نہ آید غُصّہ آید

کے مصداق اپنی طاقت کے زعم میں ہتھیاروں پر اُتر آئے۔ جھُوٹا طبعاً بُزدل ہوتا ہے۔ اِس لئے وہ میدان میں آنے سے ڈرتا ہے۔ چھپ کر نقصان پہنچا کر اپنے دِل کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ مخالفینِ اسلام نے بھی اوّل یہی طریق اپنایا۔ عَمرو بن ہشام جس کا دوسرا نام ابوجہل مشہورِ عام ہُوا اور آج یہ اسی نام سے جانا جاتا ہے، مخالفینِ اسلام کا سرخیل تھا۔ اُس نے اسلام پر پہلا حملہ ایک صحابیہؓ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی شہادت سے کیا اور اپنے خیال میں حق کے پرستاروں کی راہ میں ڈر اور خوف کی ایک دیوار کھڑی کر دی۔ مگر ؎

خونِ شہیدانِ اُمت کا اے کم نظر رائیگاں کب گیا تھا کہ اب جائے گا
ہر شہادت تیرے دیکھتے دیکھتے پھول پھل جائے گی پھول پھل لائے گی

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے شہادت پا کر سب سے پہلا مقامِ شہادت کا حاصل کیا۔ اور اپنے خون سے وادی بکّہ کی ذو مربع گز زمین اسلام کے نام فتح کر لی۔

حضرت سمیہؓ کی شہادت کے بعد بھی اسلام کی تبلیغ اور اشاعت میں کمی نہیں آئی۔ بلکہ ترقی ہُوئی۔ بعض اَور مخالف نکلے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر کے اِسلام کی ترقی و اشاعت پر روک لگانے کی کوشش کی۔ ایک شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں کپڑا ڈال کر حضورؐ کا گلا گھونٹ کر مار ڈالنے کی کوشش کی جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہُ کے بر موقعہ پہنچ جانے سے ناکام ہو گئی۔ ایک اَور شخص نے عین اس وقت جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ نماز میں تھے، اُونٹ کی اوجھڑی جو بڑی بھاری تھی سجدہ کی حالت میں آپؐ کے اُوپر رکھ دی تا اُس کے بوجھ سے آپؐ سجدہ سے سر نہ اُٹھا سکیں۔ اور دم گھٹنے سے حضورؐ وفات پا جائیں۔ دخترِ رسولؐ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم ہُوا تو آپ نے جا کر یہ بوجھ کھینچ کر حضورؐ کی گردن سے الگ کیا۔ اِس قسم کے بُزدلانہ حملے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کو روکنے کے لئے ایک عرصہ تک جاری رہے۔ مگر اسلام کی ترقی نہ رُکنے والی تھی، نہ رُکی۔

عُمر بن الخطاب ایک عزم و حوصلہ والے سردار تھے۔ اور اہلِ مکّہ میں ان کی بہت عزت تھی۔ آپ نے اسلام کی بڑھتی ہوئی رفتارِ ترقی پر غُصّہ کھا ایک روز یہ ارادہ کیا کہ کیوں نہ مَیں اِس جھگڑے کا کام تمام کر دوں۔ اِس درخت کی شاخوں کو کاٹنے کے عمل سے اَور نئی شاخیں پھُوٹ آتی ہیں۔ اور اُن میں نئے پھُول اور پتّے نکل آتے ہیں۔ کیوں نہ مَیں اس درخت کے تنے کو ہی کاٹ دوں۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ اس عزم کو لے کر گھر سے نکلے۔ اور اس کے عظیم نتائج سے بزعم خود خوش ہو کر گھر سے ہی تلوار میان سے نکال کر چلے تھے کہ اس مقصد کے حصول میں تلوار کو میان سے نکالنے تک کا لمحہ بھی ضائع نہ ہو۔ اور وہ چہرے پر عزم و حوصلہ کے آثار لئے رواں تھے کہ رستہ میں انہیں ایک واقف ملا اور آپ کی یہ حالت دیکھ کر پوچھا کہ عُمر ! آج کس امر کا ارادہ ہے ؟ عُمر نے فخریہ انداز میں کہا کہ آج مَیں اسلام کے مسئلے کا مکمل حل تلاش کر پایا ہوں۔ اور اس پودے کو جڑ سے اُکھیڑ پھینکنے کے ارادے سے نِکلا ہوں۔ اس شخص نے کہا، تُو باہر کو سنوارتا پھرتا ہے، اپنے گھر کی خبر لے۔ تیری بہن اور بہنوئی بھی اسلام قبول کر چکے ہیں۔ حضرت عُمر نے یہ بات سُنی تو تن بدن میں آگ لگ گئی۔ آپ اسی حالت میں اپنی بہن کے گھر کی طرف ہو لئے۔ جا کر دیکھا تو دونوں میاں بیوی قرآنی آیات کی تلاوت میں مصروف ہیں۔ آپ نے جاتے ہی اپنے بہنوئی پر تلوار کا وار کیا۔ لیکن ان کی بہن درمیان آگئیں اور وہ زخمی ہو گئیں۔ عربوں میں عورت پر حملہ کرنا بڑی بُزدلی سمجھا جاتا تھا۔ بہن کے زخمی ہونے سے عُمر کے دِل میں احساسِ ندامت پیدا ہُوا اور پھر پُوچھا کہ آپ کیا پڑھ رہے تھے اُن کی بہن نے جواب دیا کہ ہم قرآنِ کریم کی آیات پڑھ رہے تھے۔ عُمر نے کہا کہ مجھے بھی سُناؤ۔ بہن نے کہا پہلے آپ پانی پی لیں اور نہا لیں۔ پھر ہم آپ کو کلامِ اِلٰہی سُنائیں گے۔ عُمرؓ نے ایسا ہی کیا۔ اور قرآنی آیات کو سُن کر ان کے دِل میں حق کے قبول کرنے کی تمنا پیدا ہو گئی۔ اور اپنی حالت اور ہیئت میں تبدیلی کئے بغیر حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چل پڑے ؎

رو پڑ میں دشتِ جُنوں کی پیاہے نہ ہم نے کچھ انتظار دیکھا
نہ اِس سفر میں تھکان دیکھی نہ اِس نشے میں خُمار دیکھا

آپ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں پہنچے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ کھلا تو آپ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا عُمر ! کس اِرادے سے آئے ہو ؟ تو عرض کیا یا رسول اللہ ! آپؐ کی غلامی میں آیا ہوں۔ اور کلمۂ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کیا۔ اور جو تلوار کلمۂ حق کو مٹانے کے لئے میان سے نکلی تھی، وہ کُند ہو کر اسلام کی ترقی کی راہ میں زمین پر آ رہی۔ اور حضرت عُمر رضی اللہ عنہُ کے اسلام لانے سے اسلام کی ترقی و اشاعت کا کام مزید وسعت پذیر ہُوا ـــــ !!

مخالفینِ اسلام پھر جمع ہُوئے۔ اور اپنی گزشتہ کارگذاریوں پر نگاہ کی اور سوچا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ ہماری زوردار طاقت سے اسلام کو مٹانے کی تمام انفرادی کوششیں ناکام ہو گئی ہیں۔ لہٰذا ہمیں باہم مل کر پُوری قوت سے اسلام کو مٹانے کے لئے سعی کرنا ہو گی۔ سب نے اس بات پر اتفاق کیا۔ ابوجہل نے جو مخالفینِ اسلام کا لیڈر تھا کہا کہ ہم میں سے اگر کسی ایک نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا (نعوذ باللہ من ذٰلک) تو بنو ہاشم ان کا انتقام لیں گے۔ اور ہم میں سے کسی کو ان سے مقابلہ کی ہمت نہیں۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ ہر ایک قبیلہ سے ایک ایک نوجوان لے کر ایک فوجی دستہ تیار کیا جائے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مکان کا گھیراؤ کرلے۔ اور جونہی وہ مکان سے نکلیں اُنہیں یک دم متعدد وار کر کے جاں بحق کر دیا جائے۔ یہ تجویز طے ہو گئی۔ اور اس کے مطابق مخالفین نے ایک گروپ جنگجُو افراد کا بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ سیدنا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دشمنوں کی اس ناپاک سازش کی اطلاع مل چکی تھی آپؐ نے اِلٰہی منشاء کے تحت مکہ سے ہجرت فرمائی۔ اور محاصرے کے دَوران اللہ تعالیٰ کے حکم سے مکان سے نکلے۔ اور ایک پہریدار نے پوچھا کہ کون ہے تو آپؐ نے فرمایا محمدؐ۔ مگر اُس شخص نے خیال کیا کہ جب محمدؐ کو اِس امر کی اطلاع ہے کہ ہم ان کا محاصرہ کئے ہُوئے ہیں اور اکیلے خالی ہاتھ باہر نکلنا خودکُشی کے مترادف ہے تو وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ ضرور یہ کوئی اَور شخص ہے جو چیک کر رہا ہے کہ ہم ڈیوٹی پر غافل تو نہیں ہیں۔

ایک ایک تلوار باری باری اسلام کے خلاف اُٹھی۔ مگر وہ نُورِ الٰہی کو باطل کی تلواروں سے نہ بُجھا سکی۔ پھر اجتماعی طاقت کے استعمال کا منصُوبہ بنا۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ نے ناکام کر دیا۔

اگلے روز مخالفینِ اسلام اِس ناکامی پر اپنی انگلیاں غُصّے سے دانتوں تلے کاٹتے تھے۔ آخر اعلان کیا کہ مشہُور کھوجی جمع ہوں۔ اور پتہ چلایا جائے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں گئے ہیں۔ عربوں میں بڑے ماہر کھوجی ہُوا کرتے تھے سینکڑوں کی تعداد میں ہتھیار بند قریشِ مکّہ کے ساتھ کھوجی تلاش کرتے ہُوئے غارِ ثَور تک پہنچے۔ اور کہہ دیا کہ محمدؐ اِس غار میں ہیں۔ اور واقعی حضور پاکؐ مع اپنے ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہُ کے غار کے اندر موجود تھے۔ مگر تصرفِ الٰہی ایسا ہُوا کہ حضور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غار میں داخل ہونے کے بعد ایک مکڑی نے غار کے مُنہ پر جالا تن دیا تھا۔ قریشِ مکّہ نے کھوجیوں کی بات کا مذاق اڑایا اور کہا کہ اگر اس غار میں کوئی داخل ہوتا تو مکڑی کا یہ جالا ٹوٹ نہ جاتا۔ دنیا میں سب سے کمزور ترین گھر مکڑی کا گھر ہے جو وہ اپنے جالے سے بناتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمتِ کاملہ کا یہ کمال ہے کہ اس نے دنیا کی کمزور ترین چیز سے سینکڑوں مسلّح افراد کو شکست دے کر واپس لوٹا دیا۔

تاریخ کے اس قدر ابتدائی اوراق دیکھ چکنے کے بعد کوئی شخص گمان کر سکتا ہے کہ اسلام کی ترقی و اشاعت بزورِ تلوار ہوئی ہے ؟ بلکہ نتیجہ اس کے برعکس نظر آتا ہے کہ تیرہ سال قبل ایک آواز جو کوہِ صفا پر بلند ہوئی تھی اِنّیِ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے رسُول ہو کر آیا ہوں۔ بڑھتی چلی گئی۔ اور ایک تلوار سے لے کر سینکڑوں تلواریں اسلام کی راہ میں روک لگانے کے لئے اُٹھیں مگر اِسلام کا درخت ان مساعد حالات میں بھی بڑھتا، پھلتا اور پھیلتا چلا گیا۔ اور آج جب غارِ ثَور سے مخالفین کی تلواروں کا ناکام جلوس مکہ لوٹ رہا تھا۔ اسلام کو ماننے والوں کی تعداد ایک سے ایک ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ ان کی تلواروں سے نہ کوئی ڈرا اور نہ خوف زدہ ہُوا۔ جو دیوانے لقائے محبُوب کی لگن دِل میں لئے نکل کھڑے ہوتے ہیں اُن سے ڈر اور خوف دُور کر دیا جاتا ہے ؎

رُخِ جہاں سوز تیرا دیکھا نظارہ افروز جس چمن میں
نہ بُلبلِ گل میں واں تعلق نہ سرو قمری میں پیار دیکھا

"بدر" آپ کا قومی آرگن ہے
اس کی توسیعِ اشاعت میں حصہ لینا
آپ کا قومی فریضہ ہے۔ (مینیجر)

رپورٹ جلسہ سیرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم

جماعت احمدیہ ہبلی

مورخہ ۲۵ راگست کو خاکسار کی صدارت میں جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا. مکرم بشیر احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کی تلاوتِ قرآنِ کریم سے کارروائی کا آغاز ہُوا۔ عزیزم نسیم احمد لودھی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں خوش الحانی سے نظم پیش کی. پہلی تقریر مکرم عبدالحی صاحب کنور نائب صدر نے آنحضرت صلعم کا دشمنوں سے حسنِ سلوک کے موضوع پر اور دوسری تقریر مکرم دادا بھائی صاحب میرجی نے بعنوان آنحضرت صلعم کے اخلاق فاضلہ پر کی بعدہٗ عزیزم ظفر اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام "وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا" خوش الحانی سے سُنایا۔ تیسری تقریر مکرم محمود احمد صاحب سیکرٹری تبلیغ نے آنحضرت صلعم کے توکل، دیانت، امانت اور صداقت پر کی اور آخر میں خاکسار نے آنحضرت صلعم کے دنیا پر احسانات اور آپؐ کی پیدائش کی غرض وغایت کے چیدہ چیدہ پہلوؤں پر تقریر کی۔ اور دُعا کے ساتھ اجلاس ختم ہُوا۔ جلسے میں مستورات اور بچیوں نے بھی پردے کی رعایت سے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر مساعی میں برکت دے اور ہر فرد کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار:- محمد نذیر مبشر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ہبلی (کرناٹک)

جماعت احمدیہ بھدرک

بھدرک کے حالیہ فسادکی وجہ سے حالات اب بھی خراب ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے مورخہ یکم ستمبر ۹۱ء بروز اتوار بعد نماز مغرب مکرم غلام مصطفٰے صاحب مرحوم کے مکان پر خاکسار کی صدارت میں جلسہ سیرت النبیؐ عظیم الشان رنگ سے منایا گیا۔ تلاوتِ کلام پاک مکرم شیخ سجاد احمد صاحب سورو نے کی اور نظم مکرم حمید احمد شاہ صاحب ناظم اطفال نے پڑھی۔ بعدہٗ مکرم ناصر احمد صاحب زاہد، مکرم وسیم احمد صاحب خورشید سابق قائد بھدرک، مکرم اسداللہ خان صاحب ناظم وقارِ عمل، مکرم مبارک احمد شاہ صاحب سیکرٹری وقفِ جدید اور مکرم شیخ وسیم احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ بھدرک نے سیرۃ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں۔ بعد ازاں خاکسار نے اپنے صدارتی خطاب میں احبابِ جماعت کو آنحضرت صلعم کی تعلیمات اور سنّت پر عمل کرنے کی کرتے ہوئے بتایا کہ آنحضرت صلعم نے صرف اپنی اُمّت کے ساتھ ہی نہیں بلکہ غیر قوموں کے ساتھ بھی حُسنِ سلوک فرمایا حتیٰ کہ اپنے دُشمنوں تک کو فتحِ مکّہ کے موقعہ پر عام معافی دے کر ایک بے مثال نمونہ قائم فرمایا.

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اجتماعی دُعا کے بعد تمام حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ بعدہٗ یہ جلسہ کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہُوا۔ فالحمدُ للہِ علیٰ ذٰلک۔

خاکسار:- شیخ علاؤ الدین
مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ بھدرک (اڑیسہ)

وِلادتیں

(۱) خاکسار کی ہمشیرہ عزیزہ صفیہ بیگم اہلیہ مکرم محمد منور صاحب گجراتی قادیان کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۱ راگست ۱۹۹۱ء کو پہلی بیٹی کے بعد لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری محمد شریف صاحب گجراتی مرحوم درویش کا پوتا اور مکرم فیض احمد صاحب شحنہ مرحوم یادگیر کا نواسہ ہے۔ احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے زچہ بچہ کو صحت وسلامتی والی درازئ عمر عطا کرے اور بچے کو نیک، صالح اور خادمِ دین بنائے۔ مبلغ دس روپے اعانتِ بدر میں ادا کئے گئے ہیں۔

خاکسار:- بشارت احمد حیدر قادیان

(۲) عزیزہ عذرا پروین اہلیہ مکرم مولوی مظفر احمد صاحب ناصر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ یکم ستمبر ۱۹۹۱ء کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم برادرم محمد ریاض احمد صاحب خانپور ملکی (بہار) کا نواسہ اور مکرم ابراہیم خان صاحب سورو (اڑیسہ) کا پوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت بچّے کا نام "مبشر احمد" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود وقفِ نَو میں شامل ہے۔ بچے کے نیک، صالح اور خادمِ دین بننے کے لئے نیز بچہ وزچہ کی صحت وتندرستی اور درازئ عُمر پانے کے لئے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔ خوشی کے اِس موقع پر مبلغ ۱۳۱ روپے مختلف مدات میں جمع کروائے گئے ہیں۔

خاکسار:- محمد جمال احمد۔ خانپور ملکی (بہار)

درخواستہائے دُعا

۱۔ ہمارے رفیق قاری محمد سجاد صاحب کانپوری چیچک کے مرض میں مبتلا ہیں احباب ان کی مکمل صحت یابی کیلئے دُعا کریں.

خاکسار:- محمد ساجد حسین۔ قادیان۔

۲۔ مکرم سیٹھ نثار احمد صاحب چنتہ کنٹہ نے ایک عدد پنکھا مسجد ناصر آباد قادیان کیلئے عطیہ دیا ہے۔ نیز مبلغ پچاس روپے اعانتِ بدر میں ادا کرتے ہوئے اپنے کاروبار میں برکت اور ترقی کے لئے اور اپنی اور اپنے اہل وعیال کی صحت وسلامتی اور پریشانیوں کے ازالہ کیلئے احبابِ جماعت سے عاجزانہ دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔

۳۔ خاکسار کی بھانجی عزیزہ عائشہ صدیقہ بنت مکرم قریشی محمد عبداللہ صاحب تیماپوری نمائندہ بدر قریباً ۱½ ماہ سے یرقان سے بیمار ہے جگر بہت بڑھ گیا ہے کامل صحت یابی کیلئے عاجزانہ درخواستِ دُعا ہے۔

خاکسار:- بشارت احمد حیدر کارکن شعبہ رشتہ وناطہ قادیان۔

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)

C.K. ALAVI, RABWAH WOOD INDUSTRIES.
MAHDI NAGAR VANIYAMBALAM - 679339
(KERALA)
TIMBERLOGS SAWN SIZE,
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

ارشادِ نبویؐ
اَلْاَمَانَۃُ عِزٌّ
(امانت داری عزّت ہے)
منجانب:- یکے از ارکین جماعت احمدیہ بمبئی

SUPER INTERNATIONAL
PHONE NO.
OFF. 6378622
RESI. 6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TAR [illegible] BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST) BOMBAY - 300099.

قادیان میں مکان وپلاٹ وغیرہ کی خرید وفروخت کے لئے ملیں
نعیم احمد ڈار
احمد پراپرٹی ڈیلر
احمدیہ چوک قادیان

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶۔ مینگولین کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱

"ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خُدا میں ہیں۔" (کشتی نوح)
AIR ®
CALCUTTA-15.
پیش کرتے ہیں:-
آرام دِہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جُوتے!

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
YUBA
QUALITY FOOT WEAR
بانی پولیمرز کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:- ۵۲۰۶ - ۵۱۳۷ - ۴۰۲۸ — ۴۳